ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

20

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
32 واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

2 تا 8 ذوالقعدہ 1444ھ / 23 تا 29 مئی 2023ء

عزت کا راستہ

جب سامراجیت آرزوئے اقتدار بن جاتی ہے، جب قدیم رومی سامراج غلاموں کی منڈیاں تلاش کرتا ہے اور جب جدید یورپ وامریکہ اپنی زائد از ضرورت پیداوار کو کھپانے کے لیے نئے بازار اور نئی مارکیٹیں تلاش کرتا ہے تو اس وقت صرف مادہ حکمران ہوتا ہے اور لوگ مادیت کے غلام بن جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کی نظر میں روحانیت کی کوئی قیمت نہیں ہے...... مگر جب اسلام فتوحات حاصل کرتا ہے اور اس کے پیش نظر اقتصادی اور سامراجی محرکات کے بجائے یہ مقصد ہوتا ہے کہ دنیا میں اسلام کی روشنی پھیلے اور مفتوحہ ممالک اسلامی علوم سے آشنا ہوں۔ اور جب اسلام کسی ملک سے جمع کیا ہوا سرمایہ اسی ملک کے باشندوں پر خرچ کر دیا کرتا تھا اور جو بچا رہتا وہ بیت المال میں اس لیے لایا جاتا تاکہ عام مسلمانوں میں تقسیم کیا جا سکے، تو اس وقت نور الٰہی سے مستفاد پاکیزہ روحانیت کارفرما ہوتی تھی۔

اسلامی واقعیت سے اقدار عالیہ پیدا ہوتی رہیں اور اس وقت تک اپنے خوش گوار نتائج لاتی رہی ہیں جب تک مسلمان ان کی جانب توجہ دیتے رہے اور ان کی نشوونما کی فکر کرتے رہے۔ مگر اب جب کہ مسلمان اپنے دین سے منحرف ہو کر پستیوں میں پڑے ہوئے مغرب کے غلام ہو چکے ہیں تو وہ مغرب سے بھی بدتر ہو گئے ہیں اور عملی قوت میں بھی ناکارہ ہو کر دنیا اور آخرت دونوں کے زیاں میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اور اس طرح خدا کی ناراضی مول لے لی ہے۔

اب بھی اگر مسلمان عزت چاہتے ہیں تو ان کے سامنے ایک ہی راستہ ہے (یعنی اسلام کا راستہ) جس پر وہ عمل پیرا ہو کر عزت وعظمت، شان وشوکت اور قوت واقتدار حاصل کر سکتے ہیں۔

اسلام اور جدید مادی افکار
سید قطب شہیدؒ

’’عزت تو بس اللہ ہی کی ہے اور اس کے پیغمبر ﷺ کی اور ایمان والوں کی۔‘‘ (المنافقون: 8)

اس شمارے میں

خودکردہ را علاجے نیست!

اسلام میں عورت کا مقام

قرآن وسنت کا باہمی تعلق (5)

عمران خان کی گرفتاری اور......

بدنظری

نمازہ جنازہ میں شرکت کی اہمیت

جھوٹے شعراء اور ظالموں کو دھمکی

سُورۃُ الشُّعَرَاء — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 225تا 227

اَلَمۡ تَرَ اَنَّہُمۡ فِیۡ کُلِّ وَادٍ یَّہِیۡمُوۡنَ ﴿۲۲۵﴾ وَ اَنَّہُمۡ یَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَکَرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا وَّ انۡتَصَرُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا ؕ وَ سَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾

آیت ۲۲۵: ﴿اَلَمۡ تَرَ اَنَّہُمۡ فِیۡ کُلِّ وَادٍ یَّہِیۡمُوۡنَ ﴿۲۲۵﴾﴾ ’’کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ وہ ہر وادی میں سرگرداں رہتے ہیں۔‘‘

غزل کے ایک شعر میں شاعر لوگ مشرق کی بات کرتے ہیں تو دوسرے میں مغرب کی۔ ایک مصرعے میں اپنی آسمان کی سیر کا ذکر کرتے ہیں تو دوسرے میں زمین پر آ کر صحرا نوردی کرتے نظر آتے ہیں۔

آیت ۲۲۶: ﴿وَ اَنَّہُمۡ یَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۲۲۶﴾﴾ ’’اور یہ کہ وہ جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔‘‘

شعراء کے بارے میں سب سے بڑی بات یہاں یہ بتائی گئی کہ ان کے قول و فعل میں تضاد ہوتا ہے اور یہ عادت بہت گھٹیا کردار کی مظہر ہے۔

آیت ۲۲۷: ﴿اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَکَرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا﴾ ’’سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائیں اور نیک اعمال کریں اور کثرت سے اللہ کا ذکر کریں‘‘

کوئی شاعر اگر حقیقی مؤمن ہو اور اعمالِ صالحہ پر کار بند ہونے کے ساتھ ساتھ کثرتِ ذکر اللہ پر بھی مداومت کرے تو وہ یقیناً مذکورہ بالا مذمت سے مستثنیٰ ہوگا اور اس کا کلام بھی خیر اور بھلائی کا باعث بنے گا۔ اس سلسلے میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی مثال دی جاسکتی ہے جو دربارِ نبویؐ کے شاعر تھے۔

﴿وَّ انۡتَصَرُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا ؕ﴾ ’’اور وہ بدلہ لیں اس کے بعد کہ اُن پر ظلم کیا گیا ہو۔‘‘

یہ ان مستثنیٰ قسم کے شاعروں کی چوتھی صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ ضرورت پیش آنے پر ظالموں کے مقابلے میں حق کی حمایت کے لیے اپنی زبان سے وہی کام لیں جو ایک مجاہد تیر و شمشیر سے لیتا ہے۔

جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ حسانؓ کے اشعار کفّار کے خلاف مسلمانوں کے تیروں سے بھی زیادہ موثر ہیں۔

﴿وَ سَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾﴾ ’’اور عنقریب یہ ظالم جان لیں گے کہ کس جگہ لوٹ کر جائیں گے!‘‘

ان کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس انجام سے دوچار ہوتے ہیں۔ یہ اسی طرح کا محاورہ ہے جیسے ہمارے ہاں اردو میں کہا جاتا ہے کہ دیکھیں اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ یعنی ابھی ان لوگوں کو نظر نہیں آ رہا' لیکن عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب قرآن کا بیان کردہ بھیانک انجام ان لوگوں کی نگاہوں کے سامنے ہوگا۔ بارک اللہ لی و لکم فی القرآن العظیم' ونفعنی و ایاکم بالآیات والذکر الحکیم OO

درس حدیث

سیاسی کشیدگی کیوں؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے مہاجروں کی جماعت! پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو گئے (تو ان کی سزا ضرور ملے گی) اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ وہ (بری چیزیں) تم تک پہنچیں۔ جب بھی کسی قوم میں بے حیائی (بدکاری وغیرہ) علانیہ ہونے لگتی ہے تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان کے گزرے ہوئے بزرگوں میں نہیں ہوتی تھیں۔ جب وہ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، ان کو قحط سالی، روزگار کی تنگی اور بادشاہ کے ظلم کے ذریعے سے سزا دی جاتی ہے۔ جب وہ اپنے مالوں کی زکوٰۃ دینا بند کرتے ہیں تو ان سے آسمان کی بارش روک لی جاتی ہے۔ اگر جانور نہ ہوں تو انہیں کبھی بارش نہ ملے۔ جب وہ اللہ اور اس کے رسول کا عہد توڑتے ہیں تو ان پر دوسری قوموں میں سے دشمن مسلط کر دیے جاتے ہیں، وہ ان سے وہ کچھ چھین لیتے ہیں جو ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ جب بھی ان کے امام (سردار اور لیڈر) اللہ کے قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے اور جو اللہ نے اتارا ہے اسے اختیار نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان میں آپس کی لڑائی ڈال دیتا ہے۔‘‘ (سنن ابن ماجہ)

ادار یہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خود کردہ را علاجے نیست!

پاکستان کے تمام ریاستی ادارے ہمارے لیے قابلِ احترام ہیں۔فوج چونکہ پاک سرزمین کی سرحدوں کی محافظ ہے، اہل پاکستان نے آئین کے تحت یہ مقدس ذمہ داری فوج کوتفویض کی ہوئی ہے جس کو نبھاتے ہوئے بعض اوقات انھیں اپنی جان کا نذرانہ بھی پیش کرنا پڑتا ہے لہٰذا وہ انتہائی قابل قدر اور قابل عزت ہیں۔ یہ بات ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہے اور بالاتر ہونی چاہیے۔اسی طرح عدلیہ بھی انتہائی قابل عزت اور قابل احترام ادارہ ہے۔عدل قوم کا ہی نہیں امت کا اثاثہ ہے۔عدل تو اسلام کا کیچ ورڈ ہے۔عدل اسلام کی روح ہے۔اسلام میں سے عدل نکال دیں تو کچھ نہیں بچتا۔ بلکہ عدل تو یونیورسل ٹروتھ ہے۔عدل سے کوئی انسان بقائمی ہوش وحواس انکار نہیں کرسکتا۔ گویا بیرونی خطرات سے قوم کو بچانا اور اندرونِ ملک عدل قائم کرنا دو انتہائی مقدس فرائض ہیں اور یہ فریضے ادا کرنے والے دونوں ادارے انتہائی قابل عزت اور احترام ہیں لیکن بصد احترام عرض ہے کہ یہ دونوں ادارے اپنے اپنے فرائض ادا کرنے میں بری طرح ناکام رہے۔ یقیناً ان اداروں میں اچھے لوگ بھی ہوں گے بلکہ اچھے لوگ ہیں۔لیکن کامیابی اور ناکامی کا فیصلہ چند افراد کی بنیاد پر نہیں بلکہ بحیثیت مجموعی کیا جاتا ہے۔

ان اداروں کا اصل کام سے بلکہ کہنا چاہیے سیدھے راستے سے ہٹ جانا کہیں جسٹس منیر سے شروع ہوتا ہے تو کہیں میجر جنرل (ر) سکندر مرزا اور جنرل ایوب خان سے۔ یہاں مرغی پہلے یا انڈہ والا معاملہ ہے۔کیا مولوی تمیز الدین کے حق میں سندھ ہائی کورٹ کا میرٹ پر دیا گیا فیصلہ محکمہ دفاع نے جسٹس منیر پر دباؤ ڈال کر بدلوایا تھا یا جسٹس منیر نے اپنے تئیں طاقتوروں کو خوش کرنے کے لیے کیا تھا۔ بہرحال یہاں سے معاملہ ڈی ٹریک ہوا۔ یہیں سے پاکستان کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ سیاست دانوں نے سیاست کم کی اور ان اداروں نے زیادہ کی۔کون بنے گا وزیراعظم اور کون رہے گا وزیراعظم؟ اس کی ذمہ داری ایک ادارے نے سنبھال لی اور دوسرا ادارہ طاقتور کی معاونت کرتا رہا۔ کبھی خوش دلی سے، کبھی نیم دلی سے اور کبھی کبھار بددلی سے۔ یہاں ضمناً عرض کر دیتے ہیں کہ حکومتوں کی اس اتھل پتھل میں آج تک تو یہ ہوتا رہا کہ آئین کو بڑی محبت اور عقیدت سے ایک طرف یوں بٹھا دیا جاتا تھا جیسے گھر کے کسی مریض، جو بوڑھا بھی ہو چکا ہو، کو احترام سے گوشہ نشین بنا دیتے ہیں۔لیکن چند ماہ پہلے ہماری رائے میں اس بیچارے کو آنجہانی کر دیا گیا۔ یہ قتل ناحق ہوا اور بڑی بے دردی سے ہوا، خدا مغفرت کرے، عجب آزاد مرد تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ البتہ یہ واحد مُردہ ہے جسے دفنایا نہیں جا رہا۔ کہتے ہیں آئین مرا نہیں زندہ ہے۔اس کا سانس چل رہا ہے۔اور اس کا ایک ثبوت یہ بھی پیش کیا جا رہا ہے کہ رضا ربانی جو کبھی آئین دیکھتے ہی دھاڑیں مار کر رونا شروع کر دیتے تھے وہ ماتم کناں نہیں۔ ہماری رائے میں وہ سکتے میں ہیں۔ اللہ نہ کرے انھیں ہوش آئے۔کیا وہ یہ منظر دیکھ سکیں گے کہ ان کا محبوب آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر مظلوم ترین شے بن گیا ہے۔کوئی اس کو گود لینے کو تیار نہیں۔کوئی اسے پچکارنے کو تیار نہیں اور آئین اپنا رخِ نازیبا رضا ربانی کی طرف کر کے مسلسل کہے جا رہا ہے: ''ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو''۔

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

2 تا 8 ذوالقعدہ 1444ھ جلد 32
23 تا 29 مئی 2023ء شمارہ 20

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بہر حال ہم تو رضا ربانی صاحب کا بہت احترام کرتے ہیں کیونکہ ان کے والد محترم قائداعظم کے ADC تھے اور روایت کے مطابق انہیں روزہ نہ رکھنے پر قائداعظم سے ڈانٹ پڑی تھی، پھر انھوں نے آئندہ روزہ رکھنے کا قائداعظم سے وعدہ کرلیا تھا۔ موجودہ حکمران آئین کی مٹی پلید کرنے تک محدود نہیں رہے بلکہ اُنہوں نے انتخابات کے حوالے سے سپریم کورٹ کا فیصلہ آنے سے پہلے ہی اعلان کر دیا تھا کہ وہ سپریم کورٹ کے فیصلے کو نہیں مانیں گے۔ جمہوریت کی تاریخ میں شاید یہ پہلا موقع ہے کہ کوئی حکومت اپنے ہی سپریم کورٹ کا فیصلہ نہ ماننے کا باقاعدہ اعلان کر دے۔ آئین کے مطابق پاکستان میں کوئی بھی اسمبلی اگر اپنی معیاد مکمل کر کے تحلیل ہو تو 60 دن میں انتخابات لازم ہیں اور اگر مدت پوری کرنے سے پہلے تحلیل کر دی جائے تو پھر 90 دن میں انتخابات ہوں گے۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی فیڈریشن قائم ہے، مرکز اور صوبوں کے انتخابات کہیں بھی ہوں، ہرگز لازم نہیں کہ انتخابات سارے ملک میں ایک ہی وقت میں کرائے جائیں۔ قصہ مختصر پنجاب میں پہلے صدر اور الیکشن کمیشن کی مرضی سے طے ہوا کہ 30 اپریل کو انتخابات ہوں گے لیکن مرکزی حکومت نے تعاون نہ کیا۔ پھر 14 مئی کو انتخابات کی تاریخ خود سپریم کورٹ نے دی، لیکن سپریم کورٹ کے حکم پر عمل نہ کیا گیا اور 14 مئی گزر گئی۔ ہم نے سطور بالا میں جن دو اداروں کا ذکر کیا ہے، اُن میں سے پہلے والا ڈٹ کر حکومت کا ساتھ دے رہا ہے۔ عدلیہ نے بھی ظاہر کیا کہ وہ بھی اپنے فیصلے پر ڈٹ جائے گی اور 14 مئی کو انتخابات کا اپنا حکم واپس نہیں لے گی۔

یوں معلوم ہو رہا تھا کہ موجودہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس، جسٹس منیر کی قبر پر زوردار لات ماریں گے اور نظریہ ضرورت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا جائے گا۔ یاد رہے چند سال پہلے ایک اور چیف جسٹس یہ بھی کہہ چکے ہیں کہ عدلیہ کو میرٹ پر انصاف کرنا چاہیے، چاہے آسمان ہی کیوں نہ گر جائے۔ اگرچہ اس حوالہ سے ابھی پانی سر سے نہیں گزرا، لیکن تشویش کی بات یہ ہے کہ الیکشن کمیشن جو حکومت کے ساتھ ایک فریق بنا ہوا ہے، نے سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف نظر ثانی کی اپیل کر دی ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ اُن کا قانونی حق ہے۔ لیکن جو بات غیر معمولی ہے اور قابل تشویش ہے کہ ہم تو یہ دیکھتے اور سنتے آئے ہیں کہ نظر ثانی کی اپیل میں کوئی نیا نکتہ اٹھایا نہیں جا سکتا بلکہ سابقہ فیصلے میں کسی بڑی غلطی کی نشاندہی کی جاتی ہے، جس پر اپیل کے قابل سماعت ہونے کا فیصلہ ہوتا ہے اور پاکستان کی تاریخ میں آج تک جو نظر ثانی کی اپیلیں ہوئی ہیں اُن پر فیصلہ گھنٹوں میں اگر نہیں تو چند دنوں میں ہو ہی جاتا ہے اور فیصلہ بدل جانے کی نظیریں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ لیکن موجودہ چیف جسٹس نے 9 دن کی تاریخ دے ڈالی۔ دنیا جہاں کو نوٹس جاری کر دیئے جن میں سیاسی جماعتیں بھی شامل ہیں تو گویا انتخابات کو دور کرنے اور التوا میں ڈالنے والے کامیاب ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ ایک بار پھر بادی النظر میں جسٹس منیر زندہ ہوتا نظر آ رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ بندوقیں بندے مارتی ہی نہیں زندہ بھی کر دیتی ہیں۔ انتظامی سطح پر بھی تحریک انصاف کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔ کئی ہزار کارکن گرفتار ہیں جو ضمانت کروا کر سڑک تک پہنچتا ہے پھر دھر لیا جاتا ہے۔ تشدد بھی جاری ہے۔ بوڑھی عورتوں کو بالوں سے گھسیٹ کر سڑک پر لایا جا رہا ہے۔ جوان لڑکیوں سے بدتمیزی کی جا رہی ہے۔ جوان لڑکوں کو عمران خان کی کال پر لبیک کہنے پر عبرت کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ پنجاب کے وزیر اطلاعات عامر میر اعلان کرتے ہیں کہ چالیس دہشت گرد زمان پارک میں چھپے بیٹھے ہیں، اُنہیں نکالا جائے گا۔ لیکن عمران کی حکمت عملی کامیاب ہوئی۔ اُس نے عالمی میڈیا کو فوری طور پر بلا کر اپنے زمان پارک والے گھر کی سیر کرادی اس پر تحریک انصاف کی طرف سے یہ بیان جاری ہوا کہ جن دہشت گردوں نے منہاج القرآن پر حملہ کر کے حاملہ عورتوں کو سیدھی گولیاں ماری تھیں، وہ تو کئی سال گزر گئے پکڑے نہیں گئے۔ قصہ مختصر بادی النظر میں ملک میں وحشت اور دہشت کی فضا ایک پلان کے مطابق پیدا کی جا رہی ہے۔ یہ افواہ بھی اُڑا دی گئی کہ باہر سے ایک طیارہ عمران خان کو بیرون ملک لے جانے کے لیے آ گیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں اگر عمران خان واقعتاً اس موقع پر پاکستان سے باہر فرار ہوتے ہیں چاہے اُن پر جسمانی تشدد ہی کیوں نہ ہو تو پھر کوئی اور کہے نہ کہے ہم کہیں گے کہ اُس کی ساری سیاست فراڈ تھی۔ وہ ایک بزدل انسان اور بھگوڑا ہے۔ عوام کو بہادری کے سبق دینے والا یہ شخص بہروپیا ہے۔ وہ ناقابل اعتبار اور جھوٹا ہے۔ لیکن اگر وہ جان بچانے کے لیے باہر جانے سے انکار کرتا ہے تو وہ پاکستان کا واحد سیاست دان قرار پائے گا جو بندوقوں کے سامنے ڈٹ گیا جس نے اپنی زندگی اپنی فیملی سب کچھ داؤ پر لگا دیا۔ عوام کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ ہماری حالت اس وقت یہ ہے کہ PDM کی حکومت ہو یا اپوزیشن کی جماعت تحریک انصاف سب مجنوں بن کر اقتدار کی لیلیٰ کا اندھا دھند تعاقب کر رہے ہیں۔ عوام کی بدحالی، ملکی سالمیت اور قومی مفادات سب کچھ بالائے طاق رکھا ہوا ہے۔ آہ! کاش کوئی قومی اور ملکی مفاد میں عارضی پسپائی اختیار کر لے۔ دنیا بھر میں ہمارا مذاق اُڑایا جا رہا ہے۔ پاکستان کے حالات اِس وقت اُس گھر کی طرح ہیں جہاں گھر والے دن رات لڑتے رہتے ہیں۔ نہ خود سکون کرتے ہیں، نہ ہمسایوں کو سکون لینے دیتے ہیں اور بالآخر اس گھر کے بکھرنے پر کوئی افسوس کا اظہار نہیں کرتا۔ خود کردہ را علاجے نیست!

☆☆☆

اعتذار: ندائے خلافت کے شمارہ نمبر 17 (11 تا 17 شوال المکرم 1444ھ / 2 تا 8 مئی 2023ء) کے اداریہ میں آیت قرآنی کے اعراب میں کمپوزنگ کی غلطی ہوگئی۔ صحیح اعراب کے ساتھ آیتِ قرآنی اس طرح ہے: ﴿وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ﴾ اللہ تعالیٰ درگزر فرمائے اور ہمیں ہدایت پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین!

اسلام میں عورت کا مقام

مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت

''اسلام میں عورت کا کیا مقام ہے؟'' اس پر بات کرنے سے پہلے ہمیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے۔ کہ بے اعتدالی اور افراط وتفریط کی اس دنیا میں صرف اسلام کا دیا ہوا نظام تمدن ہی ایک ایسا نظام ہے جس میں اعلیٰ درجہ کا اعتدال وتوازن پایا جاتا ہے۔ اس نظام میں فطرت انسانی کے ہر ہر پہلو، یہاں تک کہ خفی سے خفی پہلو کی بھی رعایت کی گئی ہے۔ انسان کی جسمانی ساخت، اس کی حیوانی جبلت، اس کی انسانی سرشت، نفسانی خصوصیات اور اس کے فطری داعیات کے متعلق نہایت مکمل اور تفصیلی علم سے کام لیا گیا ہے۔ ایک ایک چیز کی تخلیق سے فطرت کا جو مقصد ہے اس کو بتمام وکمال اس طرح پورا کیا گیا ہے کہ کسی دوسرے چھوٹے سے چھوٹے مقصد کو بھی نقصان نہیں پہنچتا۔ اور بالآخر یہ سب مقاصد مل کر اس بڑے مقصد کی تکمیل میں مددگار ہوتے ہیں جو خود انسان کی زندگی کا مقصد ہے۔ یہ اعتدال، یہ توازن، یہ تناسب اتنا مکمل ہے کہ کوئی بھی انسان خود اپنی عقل اور کوشش سے اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ انسان کا وضع کیا ہوا قانون ہو اور اس میں کسی جگہ بھی یک رخی ظاہر نہ ہو، ناممکن ہے، قطعی ناممکن ہے۔ خود وضع کرنا تو ایک طرف رہا حقیقت یہ ہے انسان اس معتدل ومتوازن اور انتہائی حکیمانہ قانون کی حکمتوں کو بھی پوری طرح سمجھ ہی نہیں سکتا خواہ وہ کتنی ہی غیر معمولی سلامت طبع رکھتا ہو اور سالہا سال تک علوم وتجربات کا اکتساب کرے اور خواہ برسوں غور وخوض بھی کرتا رہے۔

ہم اس قانون کی تعریف اس لیے نہیں کرتے کہ ہم اسلام پر ایمان لائے ہیں۔ بلکہ دراصل ہم اسلام پر ایمان لائے ہی اس لیے ہیں کہ فطرتِ انسانی میں کمال درجہ کا توازن اور تناسب اور قوانین کے ساتھ اس کا مطابقت رکھنا ایسا ثبوت ہے کہ جسے دیکھ کر ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ یقیناً اس قانون کا واضع وہی ہے جو زمین وآسمان کا پیدا کرنے والا اور غیب وشہادت کا عالم ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ مختلف سمتوں میں بہک جانے والے بنی آدم کو عدل وتوازن کا محکم طریقہ وہی بتا سکتا ہے۔

'' آپ کہیے: اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پید کرنے والے! غائب اور حاضر کے جاننے والے! یقیناً تو فیصلہ کرے گا اپنے بندوں کے مابین اُن تمام چیزوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔'' (الزمر:46)

کائنات میں زوجیت کا اہتمام:

اسلام کے نظام تمدن میں پہلی اہم شے زوجیت کا اہتمام ہے۔ سورۃ الذاریات آیت نمبر 49 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے پیدا کیے ہیں تا کہ تم یاد دہانی حاصل کرو۔''

زوجیت اصل میں یہ ہے کہ ایک شے میں فعل ہو اور دوسرے میں قبول وانفعال۔ یہی دو چیزوں کے درمیان زوجیت کا تعلق ہے۔ اب اسی قانون زوجیت کا اسلام کے معاشرتی نظام پر انطباق کریں تو تین ابتدائی اصول حاصل ہوں گے

1) اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی تخلیق کی ہے۔ اسی نے مرد وعورت دونوں کو پیدا کیا۔ دونوں کی جسمانی ساخت جدا جدا بنائی۔ دونوں کی نفسانی کیفیات مختلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس طریقے کو اپنے کارخانۂ قدرت کو چلنے کا ذریعہ بنایا ہے وہ ہرگز ناپاک اور ذلیل نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس کے اجزاء۔ چونکہ مرد وعورت دونوں مل کر اس معاشرے کی مختلف ضروریات کو پورا کرتے ہیں لہٰذا اپنی اصل کے اعتبار سے کوئی بھی گھٹیا یا کم تر نہیں بلکہ اعلیٰ اور محترم ہیں اور ایسا ہونا بھی چاہیے چونکہ وہ خالق کی منشاء کو پورا کرتے ہیں۔

2) فعل اور انفعال دونوں اس کارخانہ کو چلانے کے لیے یکساں ضروری ہیں۔ فاعل کی فاعلی حیثیت میں نہ کوئی عزت ہے اور نہ ہی منفعل کی انفعالی حیثیت میں کوئی ذلت۔ ایک معمولی مشین کے پرزے کو بھی اگر کوئی شخص اس کے اصلی مقام سے ہٹا کر اس سے کوئی اور کام لینا چاہے گا جس کام کے لیے وہ بنا ہی نہیں گیا تو وہ شخص انتہائی احمق سمجھا جائے گا۔

3) جس طرح وقوع فعل کے لیے فاعل اور منفعل دونوں کا ہونا ضروری ہے، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ فاعل میں کمال درجہ کا غلبہ اور قوت وتاثیر ہو اور منفعل میں کمال درجہ کی مغلوبیت، کمزوری اور تاثر ہو۔ کیونکہ اگر دونوں قوت میں یکساں ہوں اور کسی کو کسی پر غلبہ حاصل نہ ہو تو ان میں کوئی بھی دوسرے کا اثر قبول نہیں کرے گا۔ اگر کپڑے میں بھی وہی سختی ہو جو سوئی میں ہے تو سینے کا فعل پورا ہو ہی نہیں سکتا۔

انسان کی حیوانی فطرت اور اس کے تقاضے:

عورت اور مرد کا وجود محض ایک مادی وجود ہی نہیں بلکہ وہ ایک حیوانی وجود (Biological Existence) بھی ہے۔ سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر 11 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے خود تمہیں میں سے جوڑے بنائے اور جانوروں میں سے بھی جوڑے بنائے۔ اس طریقہ سے وہ تم کو روئے زمین پر پھیلاتا ہے۔''

یعنی انسان اور حیوان دونوں کے جوڑے بنانے کا ایک ساتھ ذکر کرنے کا ایک مشترک مقصد یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کے زوجی تعلق سے تناسل کا سلسلہ جاری ہو۔ پھر سورہ البقرۃ آیت نمبر 223 میں ارشاد گرامی ہے۔

ترجمہ: ''تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں۔''

یعنی جس طرح کھیتی میں کسان صرف بیج پھینک کر فارغ نہیں ہوجاتا بلکہ اس کے لیے پانی اور کھاد بھی مہیا کرتا ہے اور اس کی حفاظت بھی کرتا ہے۔ اسی طرح عورت بھی وہ زمین نہیں ہے جس میں ایک جانور چلتے پھرتے کوئی بیج پھینک جائے بلکہ عورت اس بات کی محتاج ہے کہ مرد اس کی حفاظت اور اس کی تمام ضروریات بھی پوری کرے۔

مزید برآں مرد وعورت میں جو صنفی کشش ہے، وہ عین اسی نوعیت کی ہے جو دوسرے حیوانات میں پائی جاتی ہے پس خالق کائنات انسان کی حیوانی فطرت کے اس کمزور پہلو سے بے پرواہ نہیں ہوسکتا۔ مرد عورت میں صنفی انتشار (Sexual Anarchy) کی طرف شدید میلان رکھتا ہے لہٰذا اسے تحفظ کی خاص تدابیر کے بغیر قابو میں نہیں رکھا جا سکتا۔ اور اگر وہ ایک مرتبہ بے قابو ہو جائے تو انسان کو حیوانات میں بھی سب سے بدتر بننے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ سورۃ التین آیت نمبر 4 تا 6 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔ پھر ہم نے لوٹا دیا اس کو پست ترین حالت کی طرف۔ سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے۔''

اسی غرض کے لیے اللہ تعالیٰ نے حدود شرعی مقرر فرمائی ہیں۔ تاکہ انسان کے افعال کو ایک ضابطہ کا پابند بنایا جائے۔ اور ساتھ ہی تنبیہہ بھی کر دی کہ اگر افراط وتفریط کا طریقہ اختیار کیا اور ان حدود سے تجاوز کیا تو اپنے آپ کو تباہ کر لو گے۔ جیسا کہ سورۃ الطلاق آیت نمبر 1 کے آخر میں فرمایا گیا ہے:

''جس نے اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کیا پس اس نے اپنی ہی جان پر ظلم کیا۔''

مندرجہ بالا تمام مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کے لیے دائرہ کار کو الگ الگ کر دیا ہے۔ اور زوجین کے درمیان ذمہ داریوں کی نہ صرف تقسیم کی ہے بلکہ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے تفصیلی قوانین بھی مرتب کر دیئے ہیں۔ مثال کے طور پر چونکہ بچوں کی پرورش اور ان کی تربیت عورت کی ذمہ داری ہے۔ لہٰذا عورت کی فطرت اللہ نے جذباتی بنائی، اس میں محبت کے جذبات زیادہ رکھ دیئے تاکہ وہ بچوں کو بھرپور توجہ دے، گھر کے اندر کا ماحول صاف ستھرا رکھے۔ گھر کی مکمل دیکھ بھال کرے تاکہ شوہر جب باہر کی معاشی ضروریات سے فارغ ہو کر تھکا ہارا گھر آئے تو بیوی اسے مکمل سکون اور آرام بہم پہنچائے۔ جیسا کہ سورۃ الروم آیت نمبر 21 میں فرمایا گیا ہے:

''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اُس نے پیدا کیے تمہارے لیے تمہاری نوع میں سے جوڑے تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اُس نے تمہارے مابین محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ یقیناً اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو غور وفکر کریں۔''

مرد کا سربراہِ خاندان ہونا:

خاندان دراصل ایک چھوٹا سا انتظامی ادارہ ہے اور کسی بھی ادارہ میں مساوی اختیارات کے حامل دو سربراہ نہیں ہو سکتے، عقل ومنطق کا تقاضا ہے کہ کسی ادارے کا صرف اور صرف ایک ہی سربراہ رہے۔

زوجیت کے اعتبار سے چونکہ مرد میں غلبہ اور قوت تاثیر ہے اور عورت میں مغلوبیت اور قبولیت کے اثر کی استعداد۔ لہٰذا فطری طور پر مرد ہی کو سربراہ خاندان بھی ہونا چاہیے۔

قرآن حکیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اختیار مرد ہی کو حاصل ہے۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر 228 کے آخری حصہ میں ارشادِ الٰہی ہے:

''عورتوں کے لیے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں۔ البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ ترجیح کا حاصل ہے۔ اور اللہ سب پر غالب اقتدار رکھنے والا اور حکیم ودانا موجود ہے۔''

مندرجہ بالا آیت میں مرد اور عورت کے درمیان حقوق وفرائض کے توازن کا بھی بیان آ گیا اور خاندان کے اعتبار سے مرد کی قوامیت (سربراہِ خاندان) بھی واضح ہوگئی۔ سورۃ النساء آیت نمبر 34 کے شروع میں فرمایا گیا۔

ترجمہ: ''مرد عورتوں پر حاکم ہیں بسبب اس فضیلت کے جو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو بعض پر دی ہے۔ اور بسبب اس کے جو وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال میں سے۔''

یعنی مرد کی قوامیت ایک تخلیقی تفضیل ہے جو اللہ تعالیٰ نے مرد کو عطا کی ہے۔ یہ مرد کی تخلیقی ونفسانی ساخت اور فطرت میں موجود ہے۔ مندرجہ بالا آیت سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ معاشی کفالت کا تمام بوجھ مرد کے کاندھوں پر ڈالا گیا ہے۔

نسب کی حفاظت اور صنفی انتشار (Sexual Anarchy) سے بچاؤ:

خاندان کے ادارے کو مضبوط بنانے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ نسب کی حفاظت کی جائے اور صنفی انتشار سے بچا جائے، اس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ''زنا'' کو حرام قرار دیا بلکہ انتہائی دور دور تک اس کے راستے میں رکاوٹیں بھی کھڑی کر دیں۔ مخلوط محافل سے منع کیا۔ بلاضرورت گھر سے نکلنے کو ناپسند قرار دیا۔ محرم کے سامنے مکمل ستر میں آنے کا حکم دیا اور نامحرم سے مکمل حجاب کرنے کا حکم دیا۔ محرمات کی تفصیل قرآن وحدیث میں موجود ہے جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے۔ سورۃ الاحزاب آیت نمبر 32،33 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

''اے نبیؐ کی بیویو! تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو مراد یہ ہے کہ نبی مکرم ﷺ کی بیویاں ہونے کی حیثیت سے تمہیں تا قیامِ قیامت امت کی خواتین کے لیے اُسوہ بنانا ہے۔ اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو گفتگو میں نرمی پیدا نہ کرو، کہ وہ شخص جس کے دل میں روگ ہے وہ کسی لالچ میں پڑ جائے اور بات کرو معروف انداز میں۔ اور تم اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور مت نکلو بن سنور کر پہلے دورِ جاہلیت کی طرح اور نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت پر کاربند رہو۔ اللہ تو بس یہی چاہتا ہے اے نبیؐ کے گھر والو! کہ وہ دور کر دے تم سے ناپاکی اور تمہیں خوب اچھی طرح پاک کر دے۔''

درج بالا آیات میں درج ذیل چند اہم ہدایات دی گئی ہیں۔

1) فطری طور پر عورت کی آواز میں ایک دلکشی ہے اور چونکہ اس کی وجہ سے کوئی بھی بداخلاق شخص غلط معنی لے سکتا ہے۔ لہٰذا عورت کو بوقت ضرورت کسی مرد سے بات کرتے ہوئے شیریں اور لوچ دار انداز میں گفتگو کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اسے چاہیے کہ مختصر، صاف صاف اور سیدھی بات کرے۔ اس میں بلاضرورت طوالت نہ ہو۔

اب ظاہر ہے کہ جو دین عورت کی غیر مرد سے بات کرتے ہوئے بھی لوچ دار انداز گفتگو اختیار کرنے کی اجازت نہیں دیتا، مردوں کے سامنے بلاضرورت آواز نکالنے سے روکتا ہے۔ کیا وہ کبھی اس بات کو پسند کر سکتا ہے کہ عورت اسٹیج پر آ کر گائے اور ناچے اور سریلے نغموں کے ساتھ فحش مضامین سنا سنا کر لوگوں کے جذبات میں آگ بھڑکائے۔ یا ایئر لائن اور بسوں میں میزبان (Host) بنائی جائیں۔ اور انہیں خاص طور پر مسافروں کا دل لبھانے کی تربیت دی جائے۔ یا کلبوں اور مخلوط مجالس میں بن ٹھن کر آئیں اور مردوں سے خوب گھل مل کر بات چیت اور ہنسی مذاق کریں۔

2) جب گھر میں قرار پکڑنے اور حجاب کے احکام آ گئے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی تمدنی ضرورت سے گھر سے باہر نکلنا ہو تو کیا کیا جائے۔ اس کے لیے سورۃ الاحزاب آیت نمبر 59 میں فرمایا گیا:

''اے نبی (ﷺ)! اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور اہل ایمان خواتین سے کہہ دیں کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادروں کا ایک حصہ لٹکا لیا کریں۔ یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ وہ پہچان لی جائیں تو انہیں کوئی ایذا نہ پہنچائی جائے۔ اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

عربی میں ''جلباب'' اس بڑی چادر کو کہتے ہیں جو پورے جسم کو ڈھانپ لے اور چھپا لے۔ زمانہ جاہلیت (زمانہ قبل از اسلام) میں بھی اعلیٰ اور شریف خاندان کی عورتیں عموماً جب باہر نکلتی تھیں تو اس طرح کی چادر لپیٹ کر نکلتی تھیں۔ قرآن مجید نے اس میں یہ اضافہ کیا گیا کہ اس کا ایک حصہ چہرے پر بھی لٹکا لیا جائے۔

عورتوں کے لیے مناسب تعلیم کا بندوبست:

عورتوں کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی اچھی تربیت کریں۔ اپنے گھر میں آمدنی کے حساب سے مناسب خرچ کریں۔ گھر کا خرچ چلانے کے لیے مناسب بجٹ بنائیں۔ لہٰذا اسلام عورتوں کے لیے ایسی تعلیم، جس کے ذریعے وہ اپنے بچوں کی اچھی تربیت کر سکیں، کی نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ حوصلہ افزائی بھی کرتا ہے۔ اس طرح عورتوں کے لیے مناسب دینی تعلیم کا حصول بھی ضروری ہے تاکہ نماز اور روزہ وغیرہ کی صحیح ادائیگی ہو سکے۔ انہیں طہارت کے مسائل کا بھی علم ہونا چاہیے۔ اسی لیے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَةٍ))

''ہر مسلمان مرد و عورت پر علم حاصل کرنا ضروری ہے۔''

مزید برآں معاشرے میں جن شعبوں میں بھی عورتوں کی خدمات کی ضرورت ہے وہاں بھی ان کی ضروریات کے مطابق حکومت کو عورتوں کی تعلیم کا بندوبست کرنا چاہیے۔ مثال کے طور پر چھوٹے بچوں کی تعلیم کا شعبہ یا ہسپتالوں میں مریض عورتوں کی نگہداشت کے لیے لیڈی ڈاکٹرز اور نرسنگ وغیرہ اسی طرح عدالتی یا سکیورٹی کے شعبوں میں بھی عورتوں کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ عورتوں کے لیے تعلیمی ادارے مردوں سے الگ ہونے چاہییں اور انہیں چاہیے کہ وہ پردے میں رہ کر تعلیم حاصل کریں۔

اس بات کا اعادہ ایک بار پھر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت دونوں میں زوجیت کے اعتبار سے نہ کوئی گھٹیا ہے اور نہ کوئی افضل۔ خالصتاً انسانی سطح پر دینی اخلاق، روحانی ترفع اور جنت کے اعلیٰ مقام و مدارج تک پہنچنے کے جتنے مواقع مردوں کے لیے میسر ہو سکتے ہیں، اتنے ہی خواتین کے لیے بھی موجود ہیں۔ کرنے کا کام صرف یہ ہے کہ دونوں ہی اپنی اپنی ذمہ داریاں جو اللہ نے ان کے ذمہ لگائی ہیں ان کو احسن طریقہ سے ادا کریں۔ اور دونوں ایک دوسرے کے حقوق بھی احسن طریقہ سے ادا کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فرائض کما حقہٗ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دورِ حاضر کے فتنوں اور خاندانی انتشار سے محفوظ رکھے۔ آمین یا رب العالمین!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(04 تا 07 مئی 2023ء)

جمعرات (04 مئی) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر فلسطینی وفد سے ملاقات کی۔ اس کے بعد ناظم شعبہ انگریزی و زکوٰۃ اور ناظم شعبہ تربیت سے میٹنگز کیں۔

جمعہ (05 مئی) کو قرآن اکیڈمی لاہور میں شعبہ نشر و اشاعت سے میٹنگ کی۔ اس کے بعد اکیڈمی ہی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ پھر ''امیر سے ملاقات'' کے پروگرام کی ریکارڈنگ کروائی۔ شام کو حلقہ اسلام آباد کے بی ایس بخاری صاحب سے ملاقات کی۔ ان کی طرف سے اچھے مشورے آئے۔

ہفتہ (06 مئی) کو شعبہ سمع و بصر اور پھر ناظم اعلیٰ سے میٹنگز کیں۔ بعد نماز ظہر کراچی واپسی ہوئی۔

اتوار (07 مئی) انجمن سندھ کراچی کے نئے رجوع الی القرآن کورس کے پروگرام کی صدارت فرمائی اور گفتگو کی۔ ایک ہاؤسنگ سکیم کی مسجد میں سید اظہر ریاض (مرحوم) کے بھائی ارشد صاحب اور مقامی نظم کی دعوت پر بعد نماز مغرب خطاب کیا۔

نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے آن لائن رابطہ رہا۔

پریس ریلیز 19 مئی 2023ء

پُرتشدد کارروائیاں، ظلم و زیادتی کا ارتکاب اور چادر و چاردیواری کے تقدس کی پامالی سے انتشار پیدا ہوا

شجاع الدین شیخ

پُرتشدد کارروائیاں، ظلم و زیادتی کا ارتکاب اور چادر و چاردیواری کے تقدس کی پامالی سے انتشار پیدا ہوا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطابِ جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ حقیقت میں ہمارا ملک انارکی کا شکار ہو چکا ہے۔ ایک طرف اپوزیشن نے 9 مئی کو ہر شے کو تہہ و بالا کر دیا اور دوسری طرف خود حکومت اور قانون نافذ کرنے والے ادارے قانون کی مسلسل دھجیاں اُڑا رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی سیاسی جماعت کے کارکن اگر ریاست کی املاک کے خلاف پُرتشدد کارروائیاں کریں تو اپنا اور ملک کا ہی نقصان ہوگا۔ اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ 9 مئی کے سانحہ کی غیر جانبدارانہ اور شفاف تحقیقات کروائی جائیں۔ ہمارا ملک، عوام اور ریاستی اداروں کے ٹکراؤ کا متحمل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ کہ خطے میں پاکستان کی خصوصی اہمیت اور مستقبل کے منظرنامہ کے تناظر میں پاکستان کی دفاعی اور عسکری صلاحیت انتہائی اہم بلکہ بہت بڑی نعمت اور پوری قوم کی امانت ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ریاست ماں کا درجہ رکھتی ہے۔ ریاستی ادارے 9 مئی کو کی گئی شرانگیزی کے حقیقی مجرموں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کریں لیکن کسی فرد یا جماعت کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی کریں اور نہ ہی آئین اور قانون سے متصادم کوئی قدم اُٹھایا جائے۔ اُنہوں نے کہا کہ فہم و فراست کے حامل بااثر افراد موجودہ ہیجان اور اضطراب کے خاتمہ کے لئے اپنا کردار ادا کریں اور مفاہمت کی کوشش کریں۔ آئین و قانون کے مطابق انتخابات کا انعقاد ناگزیر ہے تاکہ ملک کی فضاؤں میں گھٹن نہ ہو اور عوامی رائے کے حصول اور اس پر عمل درآمد کا راستہ کھلا رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ معاشی بدحالی، معاشرتی تباہی اور سیاسی ابتری ہماری اپنی کرتوتوں کا نتیجہ ہیں۔ اسی طرح قوم کا مجموعی منافقانہ طرزِ عمل، زلزلے، طوفان و دیگر عذابوں کی کیفیات بھی دراصل اللہ تعالیٰ سے بے وفائی کے نتیجے میں آتی ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان کی حقیقی سلامتی اور جملہ مسائل کا حل نفاذِ اسلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ جب تک نظریۂ پاکستان کو عملی تعبیر نہیں دی جاتی ملک کی سلامتی خطرے میں ہی رہے گی۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

قرآن اور سُنّت کا باہمی تعلق (5)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

یہ مضمون بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے انجمن کے سالانہ اجلاس منعقدہ 1984ء کے موقع پر صدارتی خطاب کا خلاصہ ہے۔ خصوصی اہمیت کے پیش نظر اس کو قارئین ندائے خلافت کے لیے شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

(گزشتہ سے پیوستہ)

ایک نئے فتنے کا آغاز

جہاں تک اصلاحی صاحب کا معاملہ ہے' میں ان کے لیے فتنے کا لفظ استعمال نہیں کرتا۔ میں نے اس معاملے میں فقط اتنا کہا ہے کہ وہ منکرینِ سُنّت کی صف میں آ گئے ہیں' لیکن جس نوجوان کا آغاز یہاں سے ہو رہا ہے وہ یقیناً ایک فتنہ اٹھا رہا ہے۔ اصلاحی صاحب تو عمر کے آخری دَور میں ہیں' ان کی خدمات کا پلڑا بہت بھاری ہے۔ ایک معاملے میں ان سے بہت بڑی لغزش ہوئی' اس سے ہم نے اعلانِ براءت کر دیا۔ اس کے علاوہ ان کی پوری زندگی میں کوئی ایسی بڑی چیز نظر نہیں آتی۔ صرف یہی چند چیزیں ہیں جو میں نے عرض کر دیں۔ لیکن ایک ایسی شے جو ائمہ اربعہ کی مجمع علیہ ہے' خلفائے اربعہ کی مجمع علیہ ہے' جس کے بارے میں بخاری و مسلم کی احادیث صحیحہ موجود ہیں' اس سے روگردانی کرنا یقیناً بہت بڑی گمراہی ہے' اور میرے سابقہ تعلق کی وجہ سے میرے ذمے یہ فرض تھا کہ اس معاملے میں اپنا موقف کھل کر سامنے رکھ دوں۔ ان کے شاگرد کا جو مسئلہ ہے اس کے بارے میں مَیں عرض کر چکا ہوں کہ میں اسے فتنہ سمجھتا ہوں۔ اس لیے کہ ایک نوجوان یہ کہے کہ ''کلالہ'' کے معنی آج تک کسی نے نہیں سمجھے' صرف میں نے سمجھے ہیں اور اس کے گرد کچھ ایسے نوجوان بھی جمع ہو جائیں جو یہ مان لیں کہ ہاں اسی نے سمجھے ہیں اور وہ برملا کہے کہ ہم ایک نئی شریعت کی ترتیب کرنے والے ہیں' اس کے فتنہ ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔

ایک بات جان لیجیے کہ دنیا میں جتنے بھی فتنے اٹھے' اسی طرح اٹھے۔ عام آدمی تو کوئی فتنہ نہیں اٹھایا کرتا۔ ایسا تو کوئی باصلاحیت آدمی ہی کرتا ہے۔ غلام احمد قادیانی نے بھی پہلے دین کی بڑی خدمت کی تھی جس کی وجہ سے اس کے گرد لوگ جمع ہو گئے تھے۔ اُس نے مناظروں میں عیسائیوں کو شکستیں دی تھیں' آریہ سماجیوں کو شکستیں دی تھیں تب جا کر لوگ اس کے گرویدہ ہوئے۔ اس کے بعد اُس نے ایک ایک کر کے چیزیں ان کے حلق سے اتروانی شروع کر دیں۔ تو جس کو بھی کسی نئے فتنے کا احساس ہو اور جس کو اللہ تعالیٰ تنبہ عطا فرمائے اس کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کو اس بارے میں خبردار کرے۔

اصل میں علماء کو بحیثیتِ مجموعی قرآن کے نام پر اٹھنے والی تحریکوں سے جو اندیشے لاحق ہیں اور ان کے بارے میں ان کا جو ایک allergic attitude ہے اس کا سبب ہی یہی ہے۔ مجھے تو اب علماء کے ساتھ ہمدردی پیدا ہو رہی ہے کہ جب بھی انہوں نے سنا کہ کوئی شخص قرآن کا نام لے کر اٹھ رہا ہے تو ایک دم ان کے کان کھڑے ہوئے کہ کہیں کوئی اور نئی مصیبت تو نہیں آنے والی! کہیں کوئی نیا فتنہ تو نہیں اٹھنے والا؟ اس کی وجہ یہی ہے۔ غلام احمد قادیانی آنجہانی نے بھی اپنے کام کا آغاز قرآن ہی سے کیا تھا۔ اس کا ایک شعر ملاحظہ ہو: ؎

اے بے خبر بخدمت قرآں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ براید فلاں نہ ماند!

اور: ع

قمر ہے چاند اوروں کا' ہمارا چاند قرآں ہے!

یہ سب کچھ اُس نے کہا۔ پھر دیکھئے سرسید احمد خان کا اوڑھنا بچھونا قرآن تھا۔ انہوں نے پندرہ پاروں کی تفسیر لکھی جس میں ساری گمراہیاں پھیلائیں۔ اہلِ قرآن اور منکرینِ سُنّت تو معلوم ہوتا ہے قرآن کے ٹھیکیدار ہیں۔

چونکہ قرآن کے نام پر فتنے اٹھتے رہے ہیں لہٰذا ہمیں بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ لوگ آثارِ قدیمہ کو کروڑوں روپیہ صرف کر کے محفوظ (preserve) کرتے ہیں' تو ہمارے لیے دین کے آثار صحابہ کرام ؓ اور ائمہ دین کی آراء ہیں۔ یہ ہمارے لیے بہت قیمتی ہیں اور ان کو بڑی مضبوطی کے ساتھ تھامنے کی ضرورت ہے۔ ((عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ)) کے مصداق اگر ہم ان کو دانتوں کے ساتھ مضبوطی سے تھامیں گے تبھی اس دور کے فتنوں سے بچیں گے۔ ورنہ ایک سے ایک نیا فتنہ آتا ہے اور وہ کچھ نہ کچھ لوگوں کو دین کی طرف سے برگشتہ کر کے انہیں اصل راستے سے ہٹا کر غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ کے راستے پر ڈال دیتا ہے۔ ایسے فتنے اٹھانے والوں میں کچھ نہ کچھ تو ذہانت و فطانت اور صلاحیت ہوتی ہے جو لوگوں کو اصل راستے سے ہٹا کر لے جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی الوداعی وصیت

اب ہم ایک حدیثِ نبویؐ کا مطالعہ کرتے ہیں:

عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ ثُمَّ وَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ' فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ كَاَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا' قَالَ: ((اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا' فَاِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرٰى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا' فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ' عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ' وَاِيَّاكُمْ وَالْمُحْدَثَاتِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ))... وَفِیْ رِوَايَةٍ: ((وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِی النَّارِ)) (سنن الترمذی)

''حضرت عرباض بن ساریہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد ہمیں ایسا پُراثر وعظ فرمایا کہ ہماری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور ہمارے دل اس سے لرز گئے۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ تو ایسے لگتا ہے کہ آپؐ نے کوئی الوداعی وعظ فرمایا ہے (یعنی اس انداز سے جیسے آپؐ ہم سے وداع ہو رہے ہیں یا ہمیں وداع کر رہے ہیں) تو ہمیں نصیحت کیجیے! (یعنی اگر یہ علیحدگی کا وقت ہے اور الوداعی خطاب کا انداز ہے تو ہمیں وہ اصول دے دیجیے کہ جنہیں ہم تھام لیں) آپ ﷺ نے فرمایا: ''(سب سے پہلے تو) میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ کے تقویٰ کی' وہ جو العزیز ہے اور بہت جلالتِ شان والا ہے۔ اور (دوسری نصیحت ہے) سننے اور ماننے کی (یعنی اجتماعی نظم وضبط) اگرچہ ایک حبشی غلام تمہارا امیر بنا دیا جائے۔ اس لیے کہ جو کوئی تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت سے اختلافات دیکھے گا۔ پس تمہارے لیے میری سُنّت اور ہدایت یافتہ راست رَو خلفاء کی سُنّت کی پیروی لازم ہے۔ اسے اپنے دانتوں سے مضبوطی سے پکڑے رہنا۔ (یہ محاورہ ہے' یعنی کسی کو شدت اور مضبوطی کے ساتھ پکڑ لینا) اور دیکھنا (دین میں) نئی نئی باتیں ایجاد کرنے سے بچتے رہنا' اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے' اور ہر بدعت گمراہی ہے'' ......اور ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں: ''اور ہر گمراہی آگ میں جھونکی جانے کے قابل ہے۔''

اب میں دو چیزوں کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

ایک یہ کہ خلفائے راشدین سے کیا مراد ہے! عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ خلفائے راشدین یہی خلفائے اربعہ ہیں' یعنی حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ' حضرت عثمان اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ میرے نزدیک شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اس کی جو شرح کی ہے وہ زیادہ صحیح ہے کہ یہاں دونوں خلافتیں مراد ہیں' خلافتِ علمی اور وہ خلافت جو حکومت کی سطح پر قائم ہوئی۔ اس لیے کہ یہاں الفاظ استعمال ہو رہے ہیں : ((سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ)) اور خلافت راشدہ کا جو نظام بعد میں سیاسی طور پر قائم ہوا وہ نظام تو اُس وقت پردۂ غیب میں تھا۔ مراد اس سے یہ ہے کہ میرے خلفاء یا میرے بعد آنے والے وہ لوگ جو راشد ہوں' مہدی ہوں' رُشد و ہدایت پر ہوں' ہدایت یافتہ ہوں۔ ان میں یقیناً چاروں خلفاء بھی شامل ہیں جو ہمارے خلفائے راشدین ہیں' ان پر تو اہل سُنّت کا اجماع ہو گیا' اس لیے کہ یہی وہ چار ہیں جن میں اختلاف کی کوئی بات نہیں ہوئی' لیکن اس کے بعد کا معاملہ سیاسی اعتبار سے مختلف فیہ ہے۔ بعد میں آنے والوں میں جو لوگ علم نبوت کے وارث بنے' یعنی علماء' ائمہ دین' فقہاء اور محدثین' یہ بھی یقیناً محمد رسول اللہ ﷺ کے خلفاء میں سے ہیں۔ یہ خلافت علمیہ ہے۔ پھر خلافتِ باطنیہ ہے۔ خلافتِ ظاہری وہ ہے جس پر حکومت کا نظام ہمارے ہاں چلا ہے' البتہ ''خلافتِ راشدہ'' میں یہ تینوں ایک وحدت ہیں۔ باطنی خلافت' علمی خلافت اور سیاسی خلافت یہ تینوں جمع ہو گئی ہیں حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ' حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی ذات میں۔ لیکن بعد میں پھر تقسیم ہوتی چلی گئی۔ ایک خلافت سیاسی رہ گئی' ایک خلافت علمی اور ایک خلافت باطنی۔ اس کے علاوہ روحانی خلافتوں کا جو سلسلہ ہمارے ہاں بیعت کی بنیاد پر چلا ہے اور جو ہماری ساری روایات ہیں ان میں سے کوئی بھی درحقیقت اس ڈگر سے ہٹ کر نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ بدعت محض کسی رسم کا نام نہیں۔ دین میں نیا خیال ظاہر کرنا اور بالکل مجمع علیہ چیزوں کے خلاف کوئی نئی رائے دینا بھی یقیناً بدعت میں شامل ہے۔ بدعت صرف عمل کا نام نہیں بلکہ نیا خیال بھی بدعت ہے' نیا نظریہ بھی بدعت ہے۔ وہ چیز جو دین کے مزاج کے ساتھ ہم آہنگ نہ ہو وہ بھی بدعت ہے۔

متذکرہ بالا آیت کے الفاظ ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ﴾ ''اور جو کوئی مخالفت کرے رسولؐ کی'' کا مصداق رسولؐ کے ساتھ ساتھ سُنّتِ رسولؐ بھی ہے' اور ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اور چلے مسلمانوں کی راہ کے خلاف۔'' اس ''سبیل المؤمنین'' کی وضاحت میں کر چکا ہوں کہ یہ کن ذرائع سے وجود میں آئی ہے۔ جو کوئی اس سے ہٹ کر کوئی راستہ نکالے گا' چاہے وہ کوئی رسم ہو' کوئی خیال ہو' کوئی رائے ہو وہ راستہ قابل قبول نہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ کوئی رائے اکیلی نہیں ہوتی' اس کا پورا کنبہ ہوتا ہے۔ ایک نئی رائے آئے گی تو اس کے ساتھ ملی ہوئی چیزیں اس میں شامل ہوتی چلی جائیں گی۔ چنانچہ اس نئے مکتبِ فکر کے روبرو ایک مرتبہ جب گفتگو ہو رہی تھی اور میں نے یہ بات کہی کہ آپ ایک بالکل نیا دین ایجاد کر لیں گے تو انہوں نے کہا: ''نیا دین نہیں بلکہ نئی شریعت' نئی فقہ ہم ضرور بنانا چاہتے ہیں۔'' بہرحال میں ان حضرات کے طرزِ عمل سے اعلانِ براءت کرتا ہوں اور یہ بات پوری طرح واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس معاملے میں کسی کمپرومائز کی گنجائش نہیں۔ اگر دین کے کسی معاملے میں ہم نے مداہنت کا راستہ اختیار کیا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مابین کوئی تفریق کرنے کی کوشش کی تو ہماری یہ ساری محنتیں اکارت چلی جائیں گی اور ان کا حاصل کچھ نہ ہوگا۔

ہم اُس قرآن کے ماننے والے ہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا' اور آپؐ پر صرف قرآن ہی نازل نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی رہنمائی بہت سے طریقوں اور چینلز سے کی۔ اس پر تو علماء نے کتابوں کی کتابیں لکھ دی ہیں اور بیسیوں مثالیں دی ہیں۔ مثلاً یہ جو سورۃ البقرۃ میں فرمایا گیا: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ۭ﴾ (آیت: 143) ''اور ہم نے نہیں مقرر کیا تھا وہ قبلہ جس پر کہ آپؐ تھے مگر اس لیے کہ ہم ذرا جانچ لیں کہ کون رسولؐ کی پیروی کرتا ہے اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔'' غور کیجیے قرآن مجید میں کہاں ہے وہ آیت جس کی تعمیل میں رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھی؟ تو معلوم ہوا کہ کوئی اور چینل ہے جس کے ذریعے آپ ﷺ کو وہ بات کہی گئی تھی' کوئی اور بصیرتِ باطنی تھی جس کے ذریعے آپؐ کو یہ ہدایت دی گئی تھی۔ اس طرح کی بیسیوں مثالیں آپ کو مل جائیں گی جن سے ثابت ہو جائے گا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو صرف قرآن ہی نہیں مل رہا تھا' بلکہ اللہ تعالیٰ کی راہ نمائی بہت سے دوسرے چینلز سے بھی آپؐ کے پاس آ رہی تھی۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اُوْتِيْتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ)) ''مجھے قرآن بھی دیا گیا اور اس جیسی چیز اور بھی۔'' یہی وہ چیز ہے جس نے سُنّت کی شکل میں ظہور کیا۔

سُنّت اور حدیث کا فرق

سُنّت درحقیقت کہتے ہیں سیرت' راستے اور طریقے کو۔ (السنة فی الاصل الطريقة والسيرة)

رسول اللہ ﷺ کا جو راستہ اور طریقہ ہے اس کا علم ہمارے پاس دو واسطوں سے پہنچا ہے۔ اوّلاً تواترِ عمل اور ثانیاً حدیث کا ریکارڈ۔ ان میں سے اہم تر واسطہ یا ذریعہ اُمت کا تواترِ عمل ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو دیکھ کر صحابہ کرام ؓ نے عمل کیا' صحابہ کو دیکھ کر تابعین نے اور تابعین کو دیکھ کر تبع تابعین نے عمل کیا۔ اس طرح یہ نسلاً بعد نسل دیکھ کر منتقل ہو رہا ہے۔ بالکل اسی طور سے قرآن منتقل ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے صحابہؓ نے سنا اور یاد کیا اور پھر صحابہ سے اگلوں نے سنا اور یاد کیا۔ اسی طرح یہ آگے چلتا گیا اور نسلاً بعد نسل منتقل ہوتا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے باقاعدہ چھپوا کر اس پر دستخط کر کے اور سرٹیفکیٹ دے کر اس کے نسخے تو دنیا کے اندر نہیں بھیجے تھے۔ قرآن تو رسول اللہ ﷺ کی اپنی حیاتِ طیبہ تک مابین الدَّفَّتین بھی جمع نہیں ہوا تھا۔ وہ تو بعد میں دورِ صدیقیؓ میں جمع ہوا۔

چنانچہ اوّل درجے میں اللہ کے رسول ﷺ کا عمل ہے جس پر اُمت کا تواترِ عمل ہے' اور پھر ثانوی درجے میں حدیث کا ریکارڈ ہے۔ حدیث کا ریکارڈ جمع کرنے کا جب مرحلہ آیا تو بہت سی چیزیں ایسی ہو سکتی ہیں کہ جن کی وجہ سے کوئی حدیث اس معیار پر پوری نہ اتر رہی ہو۔ ہو سکتا ہے اس کا اصل راوی فوت ہو چکا ہو اور اس کی بجائے کوئی دوسرے درجے کا راوی اسے روایت کر رہا ہو۔ اس طرح کے سارے امکانات موجود ہیں۔ لیکن تواترِ عمل میں اس طرح کا کوئی خلا پیدا نہیں ہو سکتا' لہٰذا سُنّت کے علم کا زیادہ بڑا ذریعہ (source) ہمارے پاس اُمت کا تواترِ عمل ہے' جس نے سبیل المؤمنین کی شکل اختیار کی ہے اور اصل میں اس کی اہمیت زیادہ ہے۔ اہل ایمان کے اس راستے سے ہٹ کر کوئی راستہ نکالنے کی کوششیں ہر دَور میں ہوتی رہی ہیں۔ ہر دَور اور ہر زمانے کے اپنے اپنے تقاضے ہوتے ہیں۔ جب یونان کی منطق آئی تو بہت سے لوگوں کو بہا کر لے گئی تھی۔ ایک دَور میں جدید سائنس کے زیر اثر سرسید احمد خان اور اُن کے حلقۂ اثر نے کچھ رائیں ایجاد کر لیں۔ لیکن یہ وقتی قسم کے معاملات ہوتے ہیں۔ ہمارا جو تسلسل ہے تواترِ عمل کا اور اس سے جو سبیل المؤمنین بنی ہے اس کی پیروی ہم پر لازم ہے۔

ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ قرآن مجید کی اس پوری تحریک اور دعوت کو لے کر چلیں گے اور کہیں بھی سبیل المؤمنین سے اپنا راستہ ہٹا لینے کے لیے تیار نہ ہوں گے۔ اس لیے کہ اسی میں عافیت اور حفاظت ہے۔ یہی ہمارے نزدیک قرآن کی رو سے اور سنّتِ رسول ﷺ کے اعتبار سے صحیح راستہ ہے۔

اقول قولی ھذا واستغفر اللہ لی ولکم ولسائر المسلمین والمسلمات ۞۞۞

تحریک انصاف کے کارکنوں نے توڑ پھوڑ کر کے غلطی کی اور انتظامیہ نے خاموش تماشائی بن کر غلطی کی۔

آئین میں واضح کہا گیا ہے کہ 90 روز میں الیکشن کروائے جائیں کیا کسی نے مانا؟

اگر عوام کے نمائندے آئین کی پاسداری نہیں کریں گے تو پی ٹی آئی کے عام کارکنوں سے کیا توقع کی جاسکتی ہے؟

مارشل لاء لگانا آسان ہے لیکن اس سے نکلنا مشکل ہے: ایوب بیگ مرزا

میزبان: رضاء الحق

عمران خان کی گرفتاری اور ملکی صورتحال کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

سوال: عمران خان کو 9 مئی کو اسلام آباد ہائی کورٹ سے گرفتار کیا گیا جہاں وہ پیشی کے لیے گئے تھے۔ اس کے بعد تحریک انصاف کے کارکنوں کا شدید ردعمل سامنے آیا جو پُرتشدد شکل اختیار کر گیا۔ آپ کی نظر میں یہ سب کچھ کسی جمہوری ملک کی سب سے بڑی پارٹی کو زیب دیتا ہے یا جو اس پارٹی کو کرنا چاہیے تھا وہ کر پائی؟

ایوب بیگ مرزا: پہلی بات یہ ہے کہ جمہوریت میں سب کو احتجاج کا حق حاصل ہوتا ہے لیکن کسی کو بھی یہ حق قطعی طور پر حاصل نہیں ہوتا کہ کسی پراپرٹی (نجی یا سرکاری) کو کسی قسم کا نقصان پہنچایا جائے۔ جب نقصان پہنچتا ہے تو اس کی تین وجوہات ہوتی ہیں یا تین قسم کے لوگ نقصان پہنچاتے ہیں۔ سب سے پہلے تو وہ لوگ جو متاثر ہوتے ہیں تو وہ جذباتی ردعمل دکھاتے ہیں۔ جیسے تحریک انصاف متاثرہ پارٹی تھی کیونکہ ان کے نزدیک ان کے سربراہ کو ناجائز گرفتار کیا گیا۔ اسی طرح متاثرہ پارٹی کے جوشیلے جوان کنٹرول میں نہیں رہتے اور توڑ پھوڑ کرتے ہیں جو کہ ہرگز نہیں ہونا چاہیے کیونکہ کسی بھی مہذب معاشرے میں یہ پسندیدہ چیز نہیں ہے کہ آپ کسی کی جائیداد کو نقصان پہنچائیں۔ سرکاری املاک بھی عوام کے پیسے سے ہی بنتی ہیں لہٰذا جو سرکاری املاک کو نقصان پہنچاتے ہیں تو وہ گویا اپنے آپ کو ہی نقصان پہنچا رہے ہیں۔ دوسری قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جو معاشرے کے فسادی اور گمراہ لوگ ہوتے ہیں یا غیر ملکی عناصر ہوتے ہیں، وہ اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ تیسری قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جو مخالف فریق سے تعلق رکھتے ہیں یا انتظامیہ کے اشارے پر متاثرہ پارٹی کو بدنام اور ٹارگٹ کرنے کے لیے توڑ پھوڑ میں شامل ہوجاتے ہیں۔ اصولی طور پر اس معاملے کو دیکھنا چاہیے کہ جب عمران خان اور کسی فوجی افسر کے درمیان تلخ کلامی کا معاملہ سامنے آیا تو ایک بات بڑی واضح تھی کہ جو بھی عوام کی طرف سے ری ایکشن آئے گا اس کا رخ افواج کی طرف ہوگا۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

رضاء الحق: آپ نے کہا کہ چیئرمین پی ٹی آئی اور ایک فوجی افسر کا جھگڑا ہوا۔ لیکن ہم نے دیکھا کہ اپریل 2022ء سے جب عمران خان کی حکومت کو تحریک عدم اعتماد کے ذریعے ختم کیا گیا جس کے بارے میں لوگوں کا مختلف نقطہ نظر رہا ہے۔ کچھ کہتے ہیں کہ یہ سازش تھی اور کچھ کہتے ہیں کہ یہ مداخلت تھی اور کچھ کہتے ہیں کہ یہ آئینی اقدام تھا۔ لیکن عمران خان نے اپنی سیاسی تقریروں میں سابقہ آرمی چیف قمر جاوید باجوہ اور دوسرے فوجی افسران کو ذمہ دار ٹھہرایا تھا۔ اب بھی انہوں نے ایک خاص فوجی افسر کا نام لیا۔ آپ کے نزدیک کیا یہ اُکسانا نہیں تھا؟

ایوب بیگ مرزا: میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ افواج پاکستان کے خلاف ایسی بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے باہمی جھگڑے چاہے جتنے بھی ہوں لیکن سرزمین پاکستان کو تحفظ تو افواج نے ہی دینا ہے۔ ہمیں حفاظت کے حوالے سے افواج پر ہی بھروسا کرنا پڑے گا۔ لہٰذا ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ ہوا یہ کہ ان کے کرنے سے یہ بات کارکنوں تک پہنچ گئی۔ اس کے بعد یہ بات متوقع تھی کہ جب عمران خان کو گرفتار کیا جائے گا تو تحریک انصاف کے جوشیلے کارکنوں کا ردعمل فوج کے خلاف ہی ہوگا۔ حالانکہ ان کے ماضی میں ایسا نہیں ہے۔ آپ نے دیکھا کہ 27 مارچ کو جب سائفر کا معاملہ سامنے آیا اور عمران خان نے اسلام آباد میں جلسہ کیا تو کوئی توڑ پھوڑ نہیں ہوئی۔ دس اپریل کو جب اسے فارغ کیا گیا تو تب بھی عوام نکلے لیکن کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اسی طرح جب عمران خان نے لانگ مارچ کیا تھا تو اُن کے کارکنوں نے کسی چیز کو نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ لیکن اس مرتبہ خدشہ تھا کہ عمران خان کی گرفتاری کے بعد حالات کنٹرول سے باہر ہوسکتے ہیں لہٰذا انتظامیہ کی ذمہ داری تھی کہ وہ حفاظتی تدابیر اختیار کرتی۔ اس کی ڈیوٹی تھی کہ وہ کور کمانڈر ہاؤس کی حفاظت کرتی، وہاں کنٹینرز لا کر کھڑے کیے جاتے، اگر فوج نہ آتی تو پولیس آجاتی۔ ان کے پاس شیلنگ کا سامان ہوتا ہے، واٹر کینن کا انتظام ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ لیکن انتظامیہ خاموش تماشائی بنی رہی۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے توڑ پھوڑ کر کے غلطی کی اور انتظامیہ نے خاموش تماشائی بن کر غلطی کی۔ حالانکہ عام آدمی کو بھی معلوم تھا اس مرتبہ ردعمل فوج کے خلاف ہوگا۔ یقیناً آئی بی اور آئی ایس آئی نے یہ ساری رپورٹس انتظامیہ کو دی ہوں گی اس کے باوجود انتظامیہ کی طرف سے کھلی چھوٹ دے دینا سمجھ سے بالاتر ہے۔ حالانکہ حملہ چھ گھنٹے کے بعد ہوا اس دوران حکومت حفاظتی انتظامات کر سکتی تھی لیکن اس نے نہیں کیے۔ بہرحال دونوں طرف سے غلطی ہوئی ہے۔

سوال: چیئرمین تحریک انصاف عمران خان اور ان کی

پارٹی کا ہمیشہ ایک موقف رہا ہے کہ وہ انصاف کی حکمرانی چاہتے ہیں۔ انصاف ان کا کیچ ورڈ ہے۔ آج بھی ان کا موقف یہی ہے کہ عدل اور انصاف ہمارے معاشرے کے لیے ضروری ہے لیکن اس کے باوجود وہ اپنے کارکنوں کو کنٹرول کیوں نہیں کرتے؟ فیصلے بہرحال عدالت ہی کرتی ہے، اگر لیڈر قانونی راستہ اختیار کرنے کی بجائے میڈیا پر یہ کہنا شروع کر دیں کہ یہ فیصلے ہمیں پسند نہیں ہیں تو پھر یہ معاملہ حل کی طرف جائے گا یا مزید خرابی کی طرف جائے گا؟

ایوب بیگ مرزا: اصل بات یہ ہے کہ ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں، ہم انصاف اور عدل کی بات کرتے ہیں لیکن ہم عملی طور پر کسی چیز پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہر قانون، ہر شے دوسرے کے لیے ہے میں اس سے آزاد ہوں۔ مجھ پر کوئی حرف نہ آئے لیکن دوسرے اس پر عمل کریں۔ یقیناً آپ نے درست فرمایا کہ عمران خان کو اپنے کارکنوں کی تربیت اسی نہج پر کرنی چاہیے تھی جو ان کی پارٹی کے منشور کا مرکزی نکتہ تھا یعنی انصاف۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی مشکل ہے کہ ایک سیاسی لیڈر کے لاکھوں کارکن ہوں اور وہ سب کے سب اس کی بات سے دائیں بائیں نہ ہوں۔ ہمارا معاشرہ تو ویسے ہی بڑا آزاد معاشرہ ہے۔ آپ سڑک پر جا کر مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ وہاں بھینسیں انسانوں کے مقابلے میں زیادہ بہتر انداز میں چل رہی ہوں گی۔ انسانوں کا معاملہ یہ ہے کہ جس کو جہاں رخ ملتا ہے ادھر چل پڑتا ہے۔ اشارہ بند ہوگا مگر سب اپنی من مانی کر رہے ہوں گے۔ عدل کو جتنا ہم نے بدنام کیا ہے کسی نے نہیں کیا۔ ظاہر ہے تحریک انصاف کے لوگ بھی ہم میں سے ہی ہیں۔ کیسے ممکن ہے کہ وہ بالکل ہی الگ تھلگ فرشتے بن کر نکلیں۔ لہٰذا آپ کیسے توقع کرتے ہیں کہ پی ٹی آئی کے کارکن اتنے نظم کے خوگر ہوں گے کہ جب انہیں لگا کہ ان کے رہنما کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو وہ ہاتھ باندھے کھڑے رہتے۔ جبکہ صورتحال یہ ہے کہ یہاں کوئی قانون کو ماننے کو تیار نہیں ہے۔ کیا پاکستان میں آئین کو پاؤں تلے روندا گیا ہے یا نہیں؟ بالکل واضح کہا گیا ہے کہ نوے روز میں الیکشن کروائے جائیں لیکن کیا کسی نے مانا؟ آئین میں لکھا ہے کہ آپ سپریم کورٹ کے جج کی ذات پر بحث نہیں کر سکتے لیکن آج اسمبلیوں اور چوکوں میں ججوں کے خلاف تقریریں ہو رہی ہیں۔ اگر عوام کے نمائندے آئین کی پاسداری نہیں کریں گے تو پی ٹی آئی کے عام کارکنوں سے آپ کیسے توقع کر سکتے ہیں؟ اس کے باوجود میں انہیں جسٹیفائی نہیں کرتا۔ خدارا! ہمیں عقل آ جائے، ہم انسان بن جائیں۔

سوال: سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے کہ 14 مئی کو پنجاب میں الیکشن ہوں لیکن دوسری طرف پی ٹی آئی کی ٹاپ لیڈر شپ کی گرفتار ہو چکی ہے۔ اسی طرح PDM چاہ رہی ہے کہ الیکشن کم از کم اتنا آگے ضرور چلے جائیں کہ عوام میں ان کا کھویا ہوا اعتماد اس دوران بحال ہو سکے۔ تیسری جانب سپریم کورٹ کے چیف جسٹس ہر صورت میں آئین پر عمل درآمد چاہتے ہیں۔ اس کے لیے وہ سٹینڈ لے چکے ہیں۔ چوتھی طرف چین کے وزیر خارجہ نے اپنے دورہ پاکستان کے دوران پاکستانی وزیر خارجہ بلاول بھٹو سے ملاقات میں عندیہ دیا ہے کہ پاکستان اپنا سیاسی انتشار ٹھیک کرے گا تو تب ہی اس کے چین کے ساتھ تعلقات بہتر ہو سکیں گے۔ کیا آپ ان تمام چیزوں میں لنک دیکھتے ہیں؟ نیز یہ بھی بتائیے کہ آپ کو انتخابات جلد دکھائی دیتے ہیں یا پھر معاملہ مارشل لاء کی طرف جاتا دکھائی دیتا ہے؟

> 1971ء میں بھی چین کے اس وقت کے وزیر اعظم چون این لائی نے یحییٰ خان کو مشورہ دیا تھا کہ تم مشرقی پاکستان میں طاقت کا استعمال نہ کرو بلکہ تم سیاسی مذاکرات کر کے مسئلہ حل کرو۔ اس وقت مشورہ نہیں مانا گیا تو نتیجہ سب کے سامنے ہے۔

ایوب بیگ مرزا: چین کے حوالے سے ایک بات واضح ہے کہ اس نے اگرچہ ساری دنیا کو قرضے دیے ہیں لیکن اس نے کسی ملک کے اندرونی معاملات میں اب تک مداخلت نہیں کی۔ یہ پہلا موقع ہے کہ اس نے پاکستان کو یہ مشورہ دیا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ جب چن گانگ وزیر خارجہ بنے تھے تو کہا جاتا تھا کہ ان کا پہلا دورہ پاکستان کا ہوگا لیکن وہ نہ ہو سکا۔ وجہ پاکستان میں سیاسی عدم استحکام تھا۔ چنانچہ انہوں نے یہ مشورہ دیا۔ مجھے چین کا 1971ء کا مشورہ بھی یاد آ گیا۔ 1971ء میں بھی چین کے اس وقت کے وزیر اعظم چون این لائی نے یحییٰ خان کو مشورہ دیا تھا کہ تم مشرقی پاکستان میں طاقت کا استعمال نہ کرو بلکہ تم سیاسی مذاکرات کر کے مسئلہ حل کرو اور جو بہت زیادہ لوگ دوسری سائیڈ پہ چلے گئے ہیں ان کے علاوہ باقیوں سے سیٹلمنٹ کرو تو یحییٰ خان نے بڑا عجیب جواب دیا تھا کہ: I thought you are our friend. یہ کہہ کر اس نے بھونڈے انداز میں چون این لائی جیسے بندے کو ڈانٹ دیا تھا۔ چنانچہ پھر جو نتیجہ نکلا وہ سب کے سامنے ہے۔ اب بھی چینی وزیر خارجہ نے بڑا نیک نیتی پر مبنی اور بڑا صحیح مشورہ دیا ہے۔ یہ قطعی طور پر لوگ غلط کہتے ہیں کہ اس نے کہا ہوگا کہ عمران کو لے آؤ یا فلاں کو لے آؤ۔ یہ اس نے ہرگز نہیں کہا ہوگا کیونکہ وہ اتنی مداخلت نہیں کرتے۔ اس نے یہی کہا ہوگا کہ آپ کسی کو بھی اپنے ملک کا سربراہ بنائیں، آپ استحکام لے آئیں، آپ کی پالیسیوں میں تسلسل ہونا چاہیے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ آج آپ ایک طرف ہیں اور کل دوسری طرف اچھل کر جا رہے ہوں۔ چار پانچ سال سے چین کی طرف رینگ رہے تھے پھر اچانک چھلانگ لگا کر امریکہ کی گود میں جا بیٹھے۔ یہ رویہ غلط ہے۔ میں کہتا ہوں کہ چین کو بھی ہمارے ساتھ کوئی اتنا پیار نہیں ہے بلکہ اس کو اپنا مفاد عزیز ہے۔ پاکستان میں نواز شریف کی حکومت ہو یا عمران خان کی اس سے چین کو کوئی غرض نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر آج پاکستان بالکل امریکہ کی سائیڈ لے جائے اور چین کے بالکل خلاف چلا جائے تو چین کو کسی صورت یہ قبول نہیں ہوگا۔ وہ ہمیشہ یہی چاہیں گے کہ اگر پاکستان ہماری سائیڈ پہ نہ ہو تو کم از کم غیر جانبدار کی حیثیت سے ہو۔ لہٰذا اس نے اسی تناظر میں یہ مشورہ دیا ہے کہ پاکستان میں استحکام لے آئیں۔ میری رائے میں استحکام صرف قانون اور انصاف کی سربلندی سے ممکن ہے۔ یہ چیزیں اگر نہیں ہوں گی تو پھر ملک انارکی اور انتشار کی طرف چلا جائے گا۔

سوال: موجودہ صورت حال میں اگر الیکشن وقت پر نہ ہوئے تو کیا صورت حال مارشل لاء کی طرف جا سکتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اللہ رحم کرے، نہ مارشل لاء کی طرف جانا چاہیے اور نہ ہی ایمرجنسی کی طرف جانا چاہیے۔ مارشل لاء کی طرف اس لیے نہیں جانا چاہیے کہ مارشل لاء لگانا آسان ہے لیکن اس سے نکلنا بڑا مشکل ہے۔ پاکستان

میں لگنے والے چاروں مارشل لاء کے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹرز کو دیکھ لیں۔ ایوب خان کس بری حالت میں گیا، اس کے خلاف کتنے خراب نعرے لگے۔ یحییٰ خان تو ایوب خان کی ہی باقیات میں سے تھا لیکن وہ بھی بہت بری طرح گیا۔ ضیاء الحق کا انجام بھی اچھا نہیں تھا۔ مشرف تو اپنی بقیہ زندگی میں پاکستان ہی نہ آ سکا حالانکہ وہ یہاں آرمی چیف رہ چکا تھا۔ اس سے ایک بات واضح ہوگئی ہے کہ مارشل لاء لگایا جا سکتا ہے لیکن اس سے باہر نکلنا بہت مشکل ہے۔ لہٰذا مجھے مارشل لاء کے لگنے کے قطعی طور پر کوئی امکانات نظر نہیں آتے بلکہ جو نظر آ رہا ہے وہ یہ ہے کہ ایسی حکومت جسے پوری عسکری حمایت حاصل ہو وہ چل سکتی ہے اور اس میں ایمرجنسی لگانے کا بھی مسئلہ ہے۔ لیکن ایمرجنسی کے لیے صدر کے دستخط ضروری ہیں اور صدر پی ٹی آئی کا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ایمرجنسی بہت دیر کی لگ چکی ہوتی۔ اسی لیے صدر کے رہنے اور نہ رہنے کا بھی انتظار ہو رہا ہے۔

سوال: عمران خان کی گرفتاری کی وجہ سے ملک میں جو پرتشدد واقعات ہوئے۔ پھر وزیراعظم نے بھی قوم سے خطاب کیا اور پیپلز پارٹی کے لیڈران نے موجودہ صورت حال کو بے نظیر بھٹو کے قتل کے وقت کی صورت حال سے تشبیہ دی ہے اور کہا کہ اُس وقت آصف علی زرداری صاحب نے ’’پاکستان کھپے‘‘ کا نعرہ لگا کر صورت حال کو کنٹرول کر لیا تھا۔ لیکن موجودہ صورت حال میں عمران خان صاحب کی جماعت پر تنقید یہ ہو رہی ہے کہ انہوں نے اس طرح کا کوئی ردعمل نہیں دیا جس سے حالات کی کشیدگی کو تھوڑا کم کیا جائے۔ آپ کا اس پر کیا تبصرہ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: پی ٹی آئی والے کیا کر سکتے تھے۔ یہی ہو سکتا تھا کہ الیکشن کے مطالبے سے دستبردار ہو جاتے۔ اگر ایسا کرتے تو وہ بالکل ہی سیاست سے باہر ہو جاتے۔ اصل چیز آئین پر عمل درآمد ہے۔ 90 دن کے اندر الیکشن آئین کا واضح تقاضا ہے۔ اس کے اوپر اعتزاز احسن اور لطیف کھوسہ جیسے لوگوں نے واضح موقف اختیار کیا اور اس معاملے میں انہوں نے اپنی پارٹی (پیپلز پارٹی) کا ساتھ نہیں دیا بلکہ انہوں نے قانون اور آئین کا ساتھ دیا ہے۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ پی ڈی ایم خاص طور پر نون لیگ نے جو الیکشن نہ ہونے دینے کا عزم کر لیا ہے یہ خود ان کے لیے نقصان دہ ہے۔ اس سے ان کی مقبولیت بُری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر 25 مئی 2022ء کو الیکشن ہو جاتے تو پنجاب میں ن لیگ کا پلہ PTI پر بھاری ہوتا۔ لیکن الیکشن سے بھاگنے کی وجہ سے ہر ایک کو یہ تاثر ملا کہ ن لیگ جیت نہیں سکتی۔ اگر تو پاکستان کے معاشی حالات کی بہتری کی کوئی امید نظر آتی ہوتو پھر تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر الیکشن چھ ماہ یا ایک سال تاخیر سے ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن اس حوالے سے کوئی بہتری کی امید دور دور تک نہیں ہے۔ پاکستان جس بری طرح سے قرضوں میں پھنس گیا ہے اگر پانچ یا دس سال میں بھی اپنے معاشی حالات بہتر کر لے تو بڑی بات ہوگی۔ لہٰذا میں نہیں سمجھتا کہ حکومت الیکشن ملتوی کر کے دانشمندی کا ثبوت دے رہی ہے۔ اس وقت ڈالر 300 سے اوپر چلا گیا ہے۔ جوں جوں ڈالر مہنگا ہوگا تو قرضہ بڑھے گا، مہنگائی بھی بڑھے گی اور حکمران اتحاد کی مقبولیت مزید کم ہوگی۔ میں نے چھ ماہ پہلے کہا تھا کہ نون لیگ کے لیے بہتر یہی ہے کہ فوری الیکشن کرا لے کیونکہ میں اس وقت بھی یہی سمجھتا تھا کہ یہ حالات ہوں گے اور وہ حالات ہوئے۔ ظاہر ہے کہ آج ان کے لیے جیتنا بہت مشکل ہے۔ لیکن ایک بات یاد رکھیے کہ جلسوں کی بات اور ہوتی ہے اور الیکشن کے Dynamics الگ ہوتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ایک آدمی کے جلسے میں سوا لاکھ لوگ آئے ہیں اور اس کے مخالف کے جلسے میں 25 ہزار لوگ آئے ہیں تو یقیناً سوا لاکھ والا ہی الیکشن جیتے گا۔ امکان ہے۔ لیکن اس کو بنیاد نہیں بنانا چاہیے۔ الیکشن اور چیز ہے۔ ہمارے ہاں برادری، جاگیرداری اور تعلقات کے سر پر الیکشن ہوتے ہیں۔ بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کی بنیاد پر الیکشن کے رزلٹ آتے ہیں لہٰذا وہ الیکشن کو مؤخر کرنے کی غلطی کر چکے ہیں، کر رہے ہیں اور لگتا ہے کہ کرتے رہیں گے جس کا نقصان پی ڈی ایم خاص طور پر نون لیگ کو ہوگا۔ کیونکہ پی ڈیم میں بڑی جماعت تو ن لیگ ہی ہے جس کا پنجاب میں اب بھی کافی ووٹ بینک ہے اور کے پی کے میں JUI بڑی جماعت تھی لیکن اب وہاں پی ٹی آئی کا زیادہ زور ہے۔

سوال: لیکن سندھ میں تو ہم نے دیکھا کہ لوکل الیکشن میں پیپلز پارٹی ایک طرح سے Sweep ہی کر گئی اور کراچی میں بھی پیپلز پارٹی کی پوزیشن مضبوط نظر آتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: جنرل الیکشن میں جے یو آئی اپنے مسلک کی بنیاد پر سیٹیں لیتی ہے اور کسی جگہ مذہبی جماعت کو کامیابی ہوتی نظر نہیں آتی۔ اگر جماعت اسلامی کراچی میں جیتی تو وہ بلدیاتی انتخابات میں جیتی اور بہت ہی مشکل ہے کہ وہ قومی یا صوبائی اسمبلی کی کوئی سیٹ جیت سکے۔ پہلے دیر کی سیٹ ہوتی تھی لیکن اب وہ بھی مشکوک ہو چکی ہے۔ لہٰذا مذہبی جماعتوں کو لوگ ووٹ نہیں دیتے۔ خدا جانے کیا سمجھ کر نہیں دیتے۔ ہمارے ہاں ایک انتہائی غلط تصور ہے کہ یہ مولوی ہیں۔ انہوں نے الیکشن لڑ کے کیا کرنا ہے۔ حالانکہ سیاست بھی دین کا حصہ ہے۔ وہ بندہ جو مولویوں سے بڑے اچھے تعلقات رکھتا ہوگا، ان کے پیچھے نمازیں پڑھتا ہوگا وہ ووٹ دوسری جماعت کو دے گا چاہے وہ پی پی ہو یا نون لیگ ہو یا پی ٹی آئی ہو۔ ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ بات درست نہیں ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ فلاں جماعت کے لوگ بہتر ہیں تو جس کو آپ بہتر سمجھتے ہیں اس کو ووٹ دینا چاہیے۔

سوال: کیا موجودہ صورت حال میں پرامن رہ کر کوئی تحریک اپنے اہداف حاصل کر سکتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ایک بات تو سیدھی ہے کہ ہمارا دین عوام کو حق رائے دہی دینے سے نہیں روکتا۔ حضرت عمر فاروق ؓ حج کے لیے گئے تو وہاں لوگ کھسر پھسر کر رہے تھے کہ عمر کے بعد فلاں شخص کو خلیفہ بنا دیں گے۔ ایک شخص نے آ کر حضرت عمر ؓ کو بتایا تو وہ طیش میں آ گئے اور کہا کہ یہ تو لوگوں کا حق ہے کہ وہ کس کو اپنا خلیفہ بناتے ہیں۔ میں ابھی اس کا اعلان کرتا ہوں۔ جو ساتھ مشورہ دینے والے تھے انہوں نے کہا کہ یہ حج کا موقع ہے، جب آپ مدینہ واپس تشریف لے جائیں تو تب اس کا اعلان کریں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی مثال لے لیں۔ جب انہیں بتایا گیا کہ آپ کو خلیفہ نامزد کر دیا گیا ہے تو آپ نے عہدہ قبول نہیں کیا جب تک تمام قبائل کے سرداران کو بلا کر رائے نہیں لے لی۔ ہمارے ہاں بڑی غلط فہمی ہے کہ اسلام آمریت کا مذہب ہے، حالانکہ اسلام جس طرح انسانوں کو دوسرے حقوق دیتا ہے اسی طرح یہ حق بھی دیتا ہے کہ وہ

اپنا حکمران خود چن لیں۔ البتہ ہمارے ہاں انتخابات میں جو کچھ خرید و فروخت کا معاملہ ہوتا ہے اس کی اجازت اسلام ہرگز نہیں دیتا۔ اسلام اپنا حق حاصل کرنے کے لیے دوسروں کے حقوق کو سلب کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دیتا۔ میں ذاتی طور پر یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اسلام میں ووٹ دینے کے حوالے سے کوئی تفریق نہیں ہے کہ نیک آدمی کی کیا پوزیشن ہوگی اور بد کی کیا پوزیشن ہوگی۔ بالکل اسی طرح جس طرح کسی باپ کے دو بیٹے ہوں تو جیسی وراثت نیک کو ملے گی ویسی وراثت بد کو بھی ملے گی۔ یہی اصول ووٹر کے حوالے سے ہے۔ البتہ امیدوار کے حوالے سے کوئی نہ کوئی پابندی ہونی چاہیے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ اسلام جمہوریت دشمن چیز ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ جمہوریت نے تمام اچھے اصول اسلام سے لیے ہیں۔ کیا جمہوریت صرف اس چیز کا نام ہے کہ جا کر ڈبے میں ووٹ ڈال دو؟ بلکہ جمہوریت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ جمعہ پڑھانے کے لیے آ رہے ہیں۔ مسجد کے دروازے پر ایک صحابیؓ نے زور سے ان کو ٹوکا: اے عمرؓ! کیا ہم تمہارے غلام ہیں کہ تمہارا انتظار کرتے رہیں اور تم دیر سے آؤ؟ حضرت عمرؓ خاموشی سے جا کر منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: میرے پاس ایک ہی کرتا ہے جو دھویا تھا، میں سوکھنے کا انتظار کرتا رہا لیکن نہیں سوکھا تو میں اسی طرح پہن کر آ گیا ہوں۔ اسی طرح جمہوریت یہ ہے کہ ایک عورت حضرت عمرؓ کا راستہ روک کر کہتی ہے: اے عمرؓ آپ کو کس نے حق دیا ہے کہ آپ حق مہر مقرر کریں جبکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے یہ کام نہیں کیا۔ اگر ایسی جمہوریت ہو تو پھر بسم اللہ۔ لیکن اگر اس طرح کی جمہوریت ہو کہ اتنے پلاٹ، اتنے پرمٹ، اتنے پیسے ملیں گے تو پھر وہی کچھ ہوگا جو اس وقت ہو رہا ہے کہ صوابدیدی فنڈز اپنے خاندانوں میں خرچ ہو رہے ہیں۔ اصل جمہوریت وہی ہے جو قرآن و سنت کی بالادستی میں قائم کی جائے اور ہمیں وہی چاہیے۔ یہ مادر پدر آزاد جمہوریت ہمیں نہیں چاہیے اور نہ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔

سوال: اسلام آباد ہائی کورٹ کا عمران خان کی گرفتاری کے حوالے سے فیصلہ پی ٹی آئی نے سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا تھا۔ سپریم کورٹ کے تین رکنی بینچ (جس میں اسلام آباد ہائی کورٹ کے سابق چیف جسٹس اطہر من اللہ بھی ہیں) نے فیصلہ دیا کہ عمران خان کو رہا کر دیا جائے۔ آپ کے نزدیک یہ معاملات آگے کس طرف جائیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ باہمی مفاہمت اور ملکی حالات کو درست کرنے کے حوالے سے، اور جو ملک میں اضطراب پھیلا ہوا ہے اور ایک ہیجانی کیفیت ہے وہ یقیناً فوری طور پر ختم ہو جائے گی۔ اس کے بعد سیاستدانوں کو چاہیے کہ وہ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں اور آپس میں مل بیٹھیں اور یہ طے کریں کہ وہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے الیکشن کب کرائیں گے۔ ایک دن طے کر لیں اور پھر اس میں جیتنے کے لیے اپنا سارا زور لگائیں۔ جس کو عوام منتخب کر لیں اس کو دوسرے تسلیم کر لیں۔ یہی جمہوریت کا اصول ہے۔ لیکن مجھے اس بندے پر ترس آ رہا ہے جو آئندہ وزیر اعظم بنے گا کیونکہ اس کے لیے اتنی مشکلات ہوں گی جیسے غالبؔ نے کہا تھا: ع ”مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہوگئیں“، لیکن وہ آسان کوئی آسان نہیں ہوں گی۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

”قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی جنوبی“ میں

03 تا 09 جون 2023ء (بروز ہفتہ نمازِ عصر تا بروز جمعۃ المبارک 12 بجے)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور ☆ جہاد فی سبیل اللہ

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔ موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں۔

اور

09 تا 11 جون 2023ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عشاء تا بروز اتوار نمازِ عصر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (معاشی سطح پر) ☆ نجات کی راہ، سورۃ العصر کی روشنی میں

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-2192701/021-34306041

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-(042)35473375

نماز جنازہ میں شرکت کی اہمیت اور فضیلت

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

موت ایک اٹل حقیقت ہے۔ چھوٹا، بڑا، نیک، بد، غریب، امیر عالم، جاہل، پیر، مرید، حاکم اور محکوم غرض ہر ایک کا انجام موت ہے۔ جو فوت ہو جاتا ہے اُس کو قبر میں اتارنے کی ذمہ داری زندوں پر ہوتی ہے۔ اسلام ہی واحد سچا دین ہے، اس کے تمام طور طریقے اور احکام فطری اور اچھے ہیں۔ مسلمانوں کو حکم ہے کہ جب تمہارا کوئی فرد فوت ہو جائے تو اُس کو بڑے اکرام کے ساتھ الوداع کہو۔ فوت ہو جانے والے کو صاف پانی کے ساتھ صابن لگا کر اچھی طرح سے غسل دو۔ سفید کپڑے کے کفن میں اُسے لپیٹو۔ خوشبو لگاؤ اور پھر اُس کی نماز جنازہ پڑھ کر اُسے قبرستان کی طرف لے چلو۔ جو لوگ راستے میں جنازہ دیکھیں وہ میت کا اکرام کرتے ہوئے کھڑے ہو جائیں اور جن کو فرصت ہو وہ جنازے کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ میت کی چار پائی کو کندھا دینا بھی باعث اجر و ثواب ہے۔

نماز جنازہ کیا ہے؟ یہ ایک جامع اور خوبصورت دعا ہے جس میں اللہ کی حمد، رسول اللہ ﷺ پر درود اور پھر حاضر میت اور تمام مسلمانوں کی بخشش کے لئے دعا مانگی جاتی ہے۔ جب نماز جنازہ پڑھ لی جاتی ہے تو میت کو قبر میں اتار دیا جاتا ہے۔ دفن کے بعد ایک مسلمان قبر کے سرہانے کی طرف دوسرا پاؤں کی طرف کھڑا ہو جاتا ہے اور یہ دونوں سورۃ البقرہ کے اول و آخر سے چند آیات تلاوت کرتے ہیں۔ گویا لوگ بڑے اکرام کے ساتھ اپنے مسلمان بھائی کو اللہ کے سپرد کر کے واپس ہوتے ہیں۔

نماز جنازہ میں شرکت بڑی فضیلت کی بات ہے۔ بلکہ فوت شدہ کا زندوں پر حق ہے کہ وہ اُس کی نماز جنازہ پڑھیں اور اُس کے لئے اللہ کے حضور بخشش کی دعا کریں۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، یعنی اگر کسی محفل میں سے ایک آدمی بھی نماز جنازہ میں شامل ہو گیا تو باقی لوگوں سے یہ فرض ساقط ہو جاتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ سب کو نماز جنازہ میں شامل سمجھا جائے گا بلکہ ثواب تو صرف اس کو ملے گا جس نے جا کر نماز جنازہ میں شرکت کی ہے البتہ جو لوگ شامل نہیں ہوئے وہ گناہ گار نہ ہوں گے۔ یہ رعایت صرف اس لئے ہے کہ شاید کچھ لوگ کسی حقیقی عذر کی بنا پر شامل نہ ہو سکتے ہوں تو وہ گناہ گار نہ ہوں۔

نماز جنازہ میں شمولیت بہت بڑا کار ثواب ہے۔ اس لئے احادیث میں اس کی ترغیب دی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ مومن ہونے کی حیثیت سے اور طلب ثواب کی غرض سے جائے، اس کے ساتھ رہے اس پر نماز پڑھے اور اس کی تدفین تک وہاں رہے تو وہ دو قیراط ثواب لے کر لوٹتا ہے جس میں سے ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے اور جو شخص صرف جنازہ کی نماز پڑھ کر لوٹ آئے اور دفن میں شریک نہ ہو اس کو ایک قیراط ثواب ملتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

نماز جنازہ میں شامل ہونے سے ایک تو فرض کی ادائیگی ہوئی۔ دوسرے فوت شدہ کے لئے بخشش کی دعا مانگی گئی اور پھر اتنا بڑا اجر و ثواب پایا۔ یہ بات پیش نظر ہو تو کیا کوئی مسلمان موقع پا کر نماز جنازہ میں شرکت سے کیوں محروم رہے گا۔ جب کہ اُسے یہ بھی احساس ہو کہ ایک دن اُس کا جنازہ بھی تیار ہو گا اور لوگ اُس کی نماز جنازہ میں شریک ہو کر اللہ کے حضور اُس کی بخشش کی دعا کریں گے۔ تو آج اگر یہ دوسروں کی نماز جنازہ میں شریک ہوتا ہے تو کل دوسرے لوگوں کو بھی توفیق ہو گی کہ وہ اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوں۔ حدیث کے الفاظ میں حصول ثواب کے لئے ایماناً و احتساباً کی شرط ہے۔ یعنی یہ عمل ایمان و یقین کی بنیاد پر ہو اور ثواب کی نیت سے کیا گیا ہو۔ یہ بات غور طلب ہے کہ محض رشتہ داری اور دوستی کے تعلق کی بنا پر یا میت کے لواحقین کا جی خوش کرنے کے واسطے اگر جنازے میں شرکت کی مگر اللہ اور رسول ﷺ کے حکم اور آخرت کا ثواب اس کے پیش نظر نہ تھا تو وہ اس ثواب عظیم کا مستحق کیسے ہو گا۔ پس جو شخص گلی محلے میں فوت ہو جانے والے ہر واقف یا ناواقف کے جنازہ کی نماز میں شرکت کرتا ہو، ظاہر ہے کہ اُس کی غرض حصول ثواب کے علاوہ کوئی دوسری نہیں۔ مگر صرف دوست احباب اور رشتہ داری کے تعلق کی بنیاد پر نماز جنازہ میں شمولیت تو محض دکھاوا اور مجبوری ہوتی ہے۔

نماز جنازہ میں جتنے زیادہ لوگ ہوں گے اتنا ہی میت کے حق میں بہتر ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس میت پر مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت نماز پڑھے جن کی تعداد سو تک پہنچ جائے اور وہ سب اللہ کے حضور اس میت کے لئے سفارش کریں (یعنی مغفرت و رحمت کی دعا کریں) تو ان کی یہ سفارش اور دعا ضرور ہی قبول ہو گی۔ (صحیح مسلم)

اس کے علاوہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اُس شخص کے لیے بھی بخشش کی خوشخبری سنائی ہے جس کی نماز جنازہ میں چالیس آدمی شریک ہو کر اُس کی بخشش کے لیے پُرخلوص دعا کریں۔ اسی طرح اُس شخص کے لیے بھی بخشش کی نوید ہے جس کی نماز جنازہ میں تین صفیں ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مسلمان بندے کا انتقال ہو جائے اور مسلمانوں کی تین صفیں اس کی نماز جنازہ پڑھیں (اور اس کے لیے بخشش اور جنت کی دعا کریں) تو اللہ ضرور اس بندے کے واسطے (مغفرت اور جنت) واجب کر دیتا ہے۔ (سنن ابی داؤد) یہی وجہ ہے کہ جب کسی مسلمان کی نماز جنازہ میں لوگوں کی تعداد کم ہو تو اُنہیں ضرور تین صفوں میں کھڑا کر دیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے ایک بیٹے کا انتقال ہو گیا اور اُس کی نماز جنازہ کے لیے بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے۔ حضرت ابن عباس ؓ نے اپنے خادم خاص کریب کو کہا کہ جو لوگ باہر جمع ہو گئے ہیں اُن پر نظر ڈالو کہ وہ کتنی تعداد میں ہیں۔ کریب نے اطلاع دی کہ کافی لوگ ہیں۔ آپؓ نے پوچھا، کیا چالیس ہوں گے۔ تو کریب نے جواب دیا چالیس تو ضرور ہوں گے۔ اس پر عبداللہ بن عباس ؓ کہنے لگے، اب جنازہ باہر لے چلو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے کہ ”جس مسلمان کا انتقال ہو

جائے اور اس کے جنازے کی نماز چالیس ایسے آدمی پڑھیں جن کی زندگی شرک سے بالکل پاک ہو (اور اس میت کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا اور سفارش کریں) تو اللہ تعالیٰ ان کی سفارش اس میت کے حق میں ضرور قبول فرماتا ہے۔'' (صحیح مسلم)

معلوم ہوا کہ زندوں کو چاہیے کہ فوت ہونے والوں کو پورے اکرام و احترام کے ساتھ غسل دیں۔ کفن پہنائیں اور تدفین کے لئے قبرستان لے جائیں۔ پھر نمازِ جنازہ میں زیادہ لوگ شرکت کر کے عنداللہ ماجور ہوں اور پورے خلوص کے ساتھ میت کی بخشش کے لیے دعا کریں۔

یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ لوگوں کو نمازِ جنازہ کی دعائیں یاد نہیں ہوتیں اور وہ زبانی یاد بھی نہیں کرتے۔ شاید نفسیاتی طور پر انہیں موت، میت اور جنازے کے الفاظ سے وحشت ہوتی ہے اور ڈر لگتا ہے۔ ورنہ جنازے کی دعائیں تو بہت مختصر سی ہیں اور تھوڑی سی توجہ سے یاد ہو جاتی ہیں، پھر موت کے ذکر سے گریز کریں گے تو موت ٹل تو نہ جائے گی اور کسی اٹل شے سے چشم پوشی چنداں مفید نہیں۔ نمازِ جنازہ کی دعائیں نہ صرف خود بلکہ اپنے بچوں کو بھی یاد کرانی چاہئیں تاکہ وہ اپنے والدین کے جنازے میں شامل ہو کر اُن کے لئے بخشش کی دعا کر سکیں۔ ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ جس باپ نے انتہائی جدوجہد اور مشقت اٹھا کر بچے کو اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ پھر مزید تعلیم کی خاطر بیرون ملک بھیجا اور بھاری اخراجات برداشت کئے۔ بچے نے مقصد حاصل کر لیا اور بڑا آدمی بن گیا۔ جب باپ کی وفات کا وقت آیا تو یہ صاحبزادہ جنازے میں کھڑا تو ہو گیا تو مگر دعا نہیں مانگ سکا۔ کیونکہ نہ تو اُسے فرصت ملی کہ نمازِ جنازہ کی دعائیں یاد کرتا اور نہ ہی باپ کو اس بات کا کبھی خیال آیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو اعلیٰ تعلیم کے ساتھ ساتھ نمازِ جنازہ کے چند الفاظ یاد کرا دیتا۔ لیکن یہ سب کچھ اُس وقت ہے جب آدمی کو اپنے دین اور مذہب کے ساتھ لگاؤ ہو، آخرت پر ایمان مضبوط ہو، نماز روزے کی پابندی ہو۔ صرف دنیا کمانے اور عیش و عشرت کی طرف دھیان نہ ہو بلکہ یہ حقیقت ہر وقت ذہن میں مستحضر رہے کہ ایک دن میرا بھی جنازہ لوگوں نے کندھوں پر اٹھایا ہو گا اور دفن کے لئے قبرستان لے جا رہے ہوں گے اور قبر کے اندر ہی سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، نہ مال و دولت وہاں کام آئے گی اور نہ ہی ماں باپ اور اولاد۔ اس سے بڑی محرومی کیا ہو سکتی ہے کہ مرنے والا اپنے پیچھے مال و دولت تو چھوڑ گیا جو مفت میں ان وارثوں کے ہاتھ آئے گی جو اُس کے لئے بخشش کی دعا بھی نہ کر سکیں۔ کیونکہ انہیں نماز جنازہ یاد نہ تھی۔

ایک بات اور یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مسلمان کے اعمال میں شرک نہ ہو کیونکہ جن لوگوں کی دعائے مغفرت میت کے حق میں قبول ہو گی رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق اُن کے عمل میں شرک کا شائبہ نہیں ہونا چاہیے۔ معلوم ہوا کہ شرک سے بے زاری انتہائی ضروری ہے۔ شرک میں ملوث ہونا نجات کے راستے کی بڑی رکاوٹ ہے۔ اس بات کو قرآن مجید میں متعدد مقامات پر واضح کیا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی شرک سے بچنے کی انتہائی تاکید فرمائی ہے۔

گوشۂ انسدادِ سود

لائحہ عمل

حکومت کے لیے لائحہ عمل:

(الف) فوری عملی اقدامات:

6۔ تجارتی بنکوں کے لیے اجازت ہو کہ وہ Real Investment اور Trading وغیرہ کے شعبوں میں بھی سرمایہ کاری کر سکیں۔ اس میں نہ کوئی شرعی قباحت آڑے آتی ہے اور نہ ہی کوئی دوسری مشکل ہے۔

7۔ اسٹاک مارکیٹ میں سٹہ بازی کی صریح ممانعت ہو اور اور حصص (Shares) کی صرف حقیقی خرید و فروخت (Real Trading) کی اجازت دی جائے۔

8۔ بنکوں کے آڈٹ کا شرعی اعتبار سے ایک اضافی محکم نظام قائم کیا جائے۔

بحوالہ ''سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات''، از حافظ انجینئر نوید احمدؒ

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 391 دن گزر چکے!

''ایک موضوع ایک صفحہ'' کی ترتیب سے مرتب کی گئی اپنی طرز کی منفرد کتاب

پیغامِ امروز (Message of the Day)

مصنف: لیفٹیننٹ کرنل (ر) عاشق حسین (ملتزم رفیق تنظیم اسلامی)

- بیان القرآن اور کلامِ اقبال کی خوشہ چینی کے فیضان سے ترتیب پانے والا 365 سے زائد قرآنی موضوعات کا خوبصورت گلدستہ۔
- قرآنِ حکیم کی عمومی ہدایت کی حامل منتخب آیات کا عام فہم پیغام
- ہر نئے دن کے لیے ایک نیا قرآنی پیغام
- ایک صفحہ روزانہ کے مطالعہ کے لیے سال بھر کا مکمل سلیبس ہر موضوع ایمان افروز۔۔۔ ہر صفحہ سبق آموز 432 صفحات، اعلیٰ معیارِ طباعت

قیمت: 1500 روپے

(اندرون ملک ڈلیوری فری)

خصوصی رعایتی قیمت: 1000 روپے

برائے رابطہ: 0320-4147664

بدنظری

ام عبداللہ

عام طور پر غیر محرموں کی طرف تاک جھانک کو بدنظری کہا جاتا ہے۔ سورۂ نور میں مسلمان مردوں اور عورتوں دونوں کو الگ الگ حکم دیا گیا ہے کہ اپنی نظریں جھکا کر رکھیں۔ (النور:30، 31) جو لوگ اپنی نظروں کی حفاظت نہیں کرتے اور سامنے آنے والے ہر منظر کو دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض اوقات یہ نظر بازی دل پر انتہائی مہلک اثرات مرتب کرتی ہے، یہ نظر ہی ہے جو پہلے دل میں محبت اور پھر عشق کی آگ روشن کرتی ہے، یہ آگ انسان کا امن وسکون ہی نہیں، شرم وحیا کی متاع کو بھی جلا کر خاکستر کر دیتی ہے، جب حیا نہ رہے تو وہ رکاوٹ ختم ہو جاتی ہے جو انسان کو گناہوں اور بدکاریوں کی اندھی وادی میں کودنے سے روکتی ہے۔

قبل اس کے کہ ہم امام ابن قیم ؒ کا قول زریں اپنے قارئین اور قاریات کے استفادہ کے لیے نقل کریں، یہ بتانا مناسب سمجھتے ہیں کہ انسان محبت کی پہلی سیڑھی سے لے کر آخری سیڑھی تک جن مراحل سے گزرتا ہے عربی زبان میں ان میں سے ہر مرحلہ کے لیے الگ لفظ وضع کیا گیا ہے یعنی علاقہ، صبابۃ، عزام، عشق اور شغف ہے۔

امام ابن قیم ؒ فرماتے ہیں کہ نظر محبت پیدا کرتی ہے، جوں جوں محبت کا جذبہ شدید ہوتا جاتا ہے، محبت ایک مرحلے کے بعد دوسرے مرحلہ میں داخل ہو جاتی ہے۔ جو لوگ بدنظری اور وساوس کے ذریعہ اس جذبے کی پرورش کرتے رہتے ہیں وہ خود اور ان کا دل کسی بندے کی بندگی کرنے لگتے ہیں، وہ اس کے اشارے پر ناچتے اور تھرکتے ہیں، پہلے ان کا دل بادشاہ اور آزاد تھا لیکن وہ اسے قیدی اور غلام بنا دیتے ہیں۔ پھر وہ وقت بھی آتا ہے جب ان کی بصیرت ختم ہو جاتی ہے اور باطنی نور بجھ جاتا ہے۔ پھر وہ حق کو حق اور باطل کو باطل نہیں سمجھتے۔ یہ ایسی صورتحال ہوتی ہے جسے انسان اپنے اندر محسوس کرتا ہے کیونکہ دل آئینہ ہے اور باطل خواہشات کی طرح ہیں۔ جب یہ آئینہ زنگ سے پاک ہوگا تو اس میں حقائق کی تصویر بھی اپنی اصل شکل میں جلوہ گر ہوگی اور جب یہ زنگ آلود ہوگا تو اس میں معلومات کی صحیح صورتیں منقش ہوں گی، بلکہ ظلمت، نور محسوس ہوگی اور نور، ظلمت دکھائی دے گا۔ (اغاثۃ اللھفان: 1/ 47،48)

یہ عکس حقائق نتیجہ ہوتا ہے بدنظری کا۔ اس لیے مسلمان کو چاہیے کہ وہ یہ موقع آنے ہی نہ دے اور دل کی سرزمین میں برائی کو جڑ پکڑنے ہی نہ دے۔ ظاہر ہے غیر محرم مرد کو دیکھنے کی وجہ سے عورت کے دل میں اور عورت کو دیکھنے کی وجہ سے مرد کے دل میں وسوسہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لیے جیسے مردوں کو عورتوں کے دیکھنے سے منع کیا گیا ہے، اسی طرح عورتوں کو مردوں کی طرف تاک جھانک کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ابوداؤد میں حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ میں اور میمونہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھیں، اسی دوران ابن ام مکتوم تشریف لے آئے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ ”تم دونوں اس سے پردہ کرو۔“ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وہ نابینا نہیں ہیں، نہ تو ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی وہ ہمیں پہچانتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی اندھی ہو؟ کیا تم انہیں نہیں دیکھ سکتی ہو؟ (ابوداؤد)

چونکہ راہ چلتے ہوئے اچانک نظر پڑ سکتی ہے اس لیے پہلی نظر کی اجازت دی گئی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ایک موقع پر حضرت علی ؓ سے فرمایا تھا: ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالنا، کیونکہ تمہیں پہلی نظر کی تو اجازت ہے مگر دوسری کی اجازت نہیں۔ لیکن آدمی اگر نظر نیچے رکھے تو پہلی نظر بھی نہیں پڑے گی۔

نظر کو شیطان کے تیروں میں سے زہریلا تیر بھی قرار دیا گیا ہے جو براہِ راست جا کر دل پر لگتا ہے۔ جو شخص بدنظری کی بیماری میں مبتلا ہو جائے، اسے اس بیماری سے نجات پانے کے لیے بڑا مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ بدنظری کے ایسے بیمار بھی دیکھنے اور سننے میں آئے ہیں، جن کے بال بڑھاپے سے سفید ہو جاتے ہیں، جسم میں رعشہ آ جاتا ہے، کمر جھک جاتی ہے لیکن اس بیماری سے انہیں نجات نہیں ملتی۔ ایسے مریضوں کا عبادت میں دل نہیں لگتا اور نہ ہی حلاوت نصیب ہوتی ہے، ذکر وعبادت کے وقت وساوس کی یلغار ہوتی ہے۔ بظاہر وہ نماز اور تلاوت میں مصروف ہوتے ہیں لیکن ان کے دل کہیں اور ہوتے ہیں۔ ان کے برعکس جو لوگ نظر کی حفاظت کرتے ہیں، ان کے نور بصیرت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور انہیں عبادت میں ایسی حلاوت عطا کی جاتی ہے جس کا مقابلہ کوئی حلاوت نہیں کر سکتی۔ بظاہر نظر کی حفاظت بڑا مشکل کام محسوس ہوتا ہے، لیکن اگر انسان ہمت سے کام لے تو اس کے لیے یہ مشکل آسان کر دی جاتی ہے۔

مسلمان کو ہر وقت یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیے کہ آنکھیں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں جو مفت اور بن مانگے مل گئی ہے، اللہ چاہتا تو ہمیں نابینا کر دیتا اور اب بھی ایسا کرنا اس کے لیے مشکل نہیں ہے، اس نعمت کے شکر کا تقاضا یہ ہے کہ اسے اللہ کی نافرمانی میں ہرگز استعمال نہ کیا جائے۔ ۞۞۞

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے ملتزم منفرد بزرگ رفیق نصیر احمد خان درانی علیل ہیں۔

برائے بیمار پرسی: 0331-7776368

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے منفرد ملتزم رفیق بشیر شاد کا روڈ ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔

برائے بیمار پرسی: 0341-3191399

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے منفرد بزرگ رفیق حاجی عباس صاحب گھٹنوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔

برائے بیمار پرسی: 0300-9627767

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے رفیق حمزہ رازی بیمار ہیں۔

برائے بیمار پرسی: 0302-6955352

اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

کُلّیۃ القُرآن (قرآن کالج) لاہور

بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

"تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو خود قرآن سیکھیں اور دوسروں کو قرآن سکھائیں۔" (حدیث نبویﷺ)

درس نظامی (درجہ اولیٰ تا دورہ حدیث)
مع انٹرمیڈیٹ، بی اے، ایم اے

محدود نشستوں پر داخلے جاری ہیں

اہلیت: میٹرک پاس طلبہ

2023ء میں میٹرک کا امتحان دینے والے طلبہ رزلٹ آنے سے پہلے داخلہ لے سکتے ہیں۔

خصوصیات

ذہین طلبہ کے لیے وظائف ● انتہائی کم فیس ● ہاسٹل کی محدود سہولت موجود

دینی ماحول میں اعلیٰ تعلیمی معیار ● تجربہ کار اور محنتی اساتذہ ● حفاظ کے لیے فری ایجوکیشن پیکج

191۔ اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

برائے معلومات

دفتری اوقات کے دوران 042-35833637

دفتری اوقات کے بعد 0301-4882395

المعلن

حافظ عاطف وحید، مہتمم

ریاض اسماعیل، پرنسپل

ضرورت رشتہ

☆ بیٹا، عمر 26 سال، تعلیم میکینیکل انجینئر، PAF میں فلائنگ آفیسر، قد "1.'6 کے لیے باپردہ ہم پلہ لاہور سے رشتہ درکار ہے۔ والدین رابطہ فرمائیں

برائے رابطہ: 0321-4014166

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

دعائے مغفرت
إنا لله وإنا إليه راجعون

☆ حلقہ کراچی وسطی، راشد منہاس جوہر کے رفیق جناب یاسر خان کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0334-3745074

☆ حلقہ کراچی وسطی، سندھ بلوچ سوسائٹی کے نقیب سید محمد اشعب کا 5 مہینے کا پوتا وفات پا گیا۔

برائے تعزیت: 0331-2127199

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے منفرد رفیق محمد منشاء وڑائچ کے چچا وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-6374590

☆ حلقہ کراچی جنوبی، مقامی امیر اولڈ سٹی جناب غلام دستگیر بخاری کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0333-2134787

☆ حلقہ بہاول نگر کے رفیق چودھری بشیر احمد کے داماد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-7922456

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Leaked Pentagon Documents Reveal Steep Decline in US Global Influence

Fragments of classified Pentagon documents leaked online in recent weeks may not carry the dramatic intelligence weight initially thought, they expose a steep decline in Washington's global influence.Even the American establishment could not deny this reality.

Several days after the Pentagon documents were leaked, the Beirut-based Al Mayadeen news channel reported that while addressing the Baker Institute, the CIA Director William Burns said the US is "no longer the only big kid on the geopolitical bloc and our position at the head of the table isn't guaranteed."Burns' acknowledgement is clear indication that the US no longer has the required leverages to make its vassals in its traditional sphere of influence comply with its strategic geopolitical objectives.

Consider Egypt and the UAE, two countries whose regimes until recently dutifully obeyed Washington's orders.The leaks revealed that the Egyptian regime of Abdel Fattah el-Sisi was planning to supply Russia with rockets and do so behind America's back.The fact that an unprincipled dictator like el-Sisi was trying to earn some extra cash on the side and score political points behind America's back is not surprising.Such conduct can be expected from ruthless opportunistic tyrants that the US calls its allies.What is, however, evident is that the US lacks the capability to pressure el-Sisi's regime into compliance.Another military coup in Egypt will factionalize the only 'reliable' American ally among the Arabs.It will also destabilize Egypt's border with occupied Palestine where the illegal zionist regime is convulsed in internal conflict.

Such a development will also incentivize Russian involvement and potentially reignite a popular uprising which is likely to propel to power forces unfriendly to Washington's imperialist interests.These circumstances provide a confidence boost to Sisi's regime to play a double game.Even economic pressure by western regimes would be hard to apply against the Sisi-led dictatorship.Egypt is in a disastrous economic situation, economic warfare tools like sanctions or withholding loans may very well push Sisi's regime closer to China or can potentially lead to its collapse.Such outcomes would further complicate America's global standing.

El-Sisi and his henchmen know that their staying in power is vital for zionist Israel's survivability.Thus, no western political elite will dare compromise Israel's strategic interests and seriously pressure Sisi.Many western countries' economic and political situation is quite unstable.Thus, due to their internal dynamics, western political elite cannot afford to expose themselves to the zionist lobby's pressure as it would jeopardize their own hold on power.

In UAE's case, American leverages are also significantly constrained.There is nothing tangible the US can offer to Abu Dhabi to end its intelligence and economic cooperation with Russia.The rulers of UAE understand that Washington does not have the capability to topple their regime or impose sanctions that would affect their economy.Global economic conditions are quite volatile, and Dubai has become an important trade artery for western economic activity in West Asia and North Africa.If they pressure the UAE economically, western regimes would curtail their own economic and logistical standing in West Asia and North Africa.Abu Dhabi also knows that it has the oil price card it can play against western countries.The fact that regimes of no 'real' substance like the ones in Egypt and the UAE have the political will to disregard America's interests is a sign that the world is undergoing significant changes.

***Courtesy:* The Crescent International; https://crescent.icit-digital.org/**

نظم: جس دیس

فیض احمد فیض

جس دیس سے ماؤں بہنوں کو
اغیار اٹھا کر لے جائیں
جس دیس سے قاتل غنڈوں کو
اشراف چھڑا کر لے جائیں
جس دیس کی کورٹ کچہری میں
انصاف ٹکوں پر بکتا ہو
جس دیس کا منشی قاضی بھی
مجرم سے پوچھ کے لکھتا ہو
جس دیس کے چپے چپے پر
پولیس کے ناکے ہوتے ہوں
جس دیس کے مندر مسجد میں
ہر روز دھماکے ہوتے ہوں
جس دیس میں جاں کے رکھوالے
خود جانیں لیں معصوموں کی
جس دیس میں حاکم ظالم ہوں
سسکی نہ سنیں مجبوروں کی
جس دیس کے عادل بہرے ہوں
آہیں نہ سنیں معصوموں کی
جس دیس کی گلیوں کوچوں میں
ہر سمت فحاشی پھیلی ہو
جس دیس میں بنت حوا کی
چادر بھی داغ سے میلی ہو
جس دیس میں آٹے چینی کا
بحران فلک تک جا پہنچے
جس دیس میں بجلی پانی کا
فقدان حلق تک جا پہنچے
جس دیس کے ہر چوراہے پر
دو چار بھکاری پھرتے ہوں
جس دیس میں روز جہازوں سے
امدادی تھیلے گرتے ہوں
جس دیس میں غربت ماؤں سے
بچے نیلام کراتی ہو
جس دیس میں دولت شرفاء سے
نا جائز کام کراتی ہو
جس دیس کے عہدیداروں سے
عہدے نہ سنبھالے جاتے ہوں
جس دیس کے سادہ لوح انساں
وعدوں پہ ہی ٹالے جاتے ہوں
اس دیس کے ہر اک لیڈر پر
سوال اٹھانا واجب ہے
اس دیس کے ہر اک حاکم کو
سولی پہ چڑھانا واجب ہے

❁❁❁

نظم: ہم دیکھیں گے

فیض احمد فیض

ہم دیکھیں گے، ہم دیکھیں گے
لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے
وہ دن کہ جس کا وعدہ ہے
جو لوحِ ازل میں لکھا ہے
جب ظلم و ستم کے کوہ گراں
روئی کی طرح اُڑ جائیں گے
ہم محکوموں کے پاؤں تلے
یہ دھرتی دھڑ دھڑ دھڑکے گی
اور اہلِ حکم کے سر اوپر
جب بجلی کڑ کڑ کڑکے گی
جب ارضِ خدا کے کعبے سے
سب بُت اُٹھوائے جائیں گے
ہم اہلِ سفا مردودِ حرم
مسند پہ بٹھائے جائیں گے
سب تاج اچھالے جائیں گے
سب تخت گرائے جائیں گے
بس نام رہے گا اللہ کا
جو غائب بھی ہے حاضر بھی
جو ناظر بھی ہے منظر بھی
اٹھے گا انا الحق کا نعرہ
جو میں بھی ہوں اور تم بھی ہو
اور راج کرے گی خلقِ خدا
جو میں بھی ہوں اور تم بھی ہو
لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

Vol: 32 Regd. No. C.P.L NO.114 No.20

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore